عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ ملتان

لولاک

۸

شعبان المعظم

۱۴۱۹ھ

دسمبر

1998ء

ولو أنما في الأرض من شجرة أقلام والبحر يمده من بعده سبعة أبحر ما نفدت كلمات الله

إن الله عزيز حكيم ما خلقكم ولا بعثكم إلا كنفس واحدة إن الله سميع بصير

بیاد مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۸/۲ ۳۵

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ
صاحبزادہ حافظ محمد عابد ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل زبیر پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

اس شمارے میں

گستاخ رسول کا نام بتایئے؟ ـــــ اداریہ ـــــ 3

مرزائی نبوت کا سنگ بنیاد کس کوچے میں رکھا گیا ـــــ ماسٹر تاج الدین انصاری ـــــ 9

العرف الوردی فی اخبار المہدی ـــــ قسط نمبر6 ـــــ ترجمہ : مولانا قاری قیام الدین ـــــ 13

مرزا طاہر کی تیرھویں سالانہ بوکھلاہٹ ـــــ حافظ محمد اقبال رنگونی مانچسٹر ـــــ 21

ناقابل تردید ـــــ علامہ ابو ٹیپو الازہری ـــــ 26

مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت اور اس کا انجام ـــــ مولانا عبداللطیف مسعود ـــــ 30

آہ! مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ ـــــ مولانا عبدالعزیز ـــــ 36

عبدالمجید سالک قادیانی تھا ـــــ حضرت مولانا اللہ وسایا ـــــ 40

جماعتی سرگرمیاں ـــــ ادارہ ـــــ 51

تبصرہ کتب ـــــ ادارہ ـــــ 56

اداریہ

گستاخ رسول کا نام بتایئے

۹ نومبر کو لاہور میں ہونے والی یوم اقبال کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے دوران خطاب انکشاف کیا کہ ایک سینٹر جو پارٹی لیڈر بھی ہیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ کو اس وقت ڈکٹیٹر (نعوذباللہ) قرار دیا جب انہیں شریعت بل کی حمایت کرنے کی درخواست کی گئی۔ اس غیر معمولی انکشاف کے ساتھ ہی پورے ہال میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ تقریب کے شرکاء میں اشتعال کا پھیلنا ایک فطری امر تھا۔ چنانچہ سامعین نے وزیراعظم سے اس گستاخ رسول ﷺ کا نام بتانے پر اصرار کیا تو انہوں نے اس موقع پر ڈپلومیسی انداز اختیار کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے سینٹر کا نام محترم مجید نظامی (ایڈیٹر ”نوائے وقت“) کو بتادیا ہے۔ وزیراعظم نواز شریف شرکاء تقریب کو مطمئن کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوئے اس بارہ میں وہی لوگ بہتر جانتے ہیں جو وہاں موجود تھے۔ تاہم وزیراعظم کی جانب سے پردہ پوشی کے باوجود دیر تک غلام ہیں ”غلام ہیں نبی کے غلام ہیں“ غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے جیسے جذباتی نعروں سے ایوان اقبال گونجتا رہا۔

وزیراعظم نواز شریف عموماً تقاریب میں پروٹوکول کے مطابق لکھی لکھائی تقریر کرتے ہیں۔ تاہم کبھی کبھار موصوف گفتار کے بندھن سے نکل کر فی البدیہ بھی کچھ کہنے کی مشق کرتے ہیں۔ بڑے سچ کہتے ہیں پہلے تولو پھر بولو بعض کا کہنا ہے کہ وزیراعظم کا حالیہ انکشاف ارادۃً نہیں بلکہ جوش خطابت کا حصہ ہے۔ گستاخ رسول سینٹر کے ذکر کے بعد اس کا نام گول کر جانا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ سامعین کو مطمئن کرنے کے لئے میاں نواز شریف نے محترم مجید نظامی کو خواہ مخواہ اس کھاتہ میں ڈال دیا۔ اب محترم نظامی صاحب گستاخ رسول سینٹر کا نام بتا کر امانت میں خیانت کرنے کے کیونکر مرتکب ہوسکتے ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ اس مسئلہ پر وزیراعظم کا گریز اور نظامی صاحب کا پرہیز یکساں دکھائی دیتا ہے۔ محترم مجید نظامی کے اخبار نے گستاخ رسول سینٹر کا نام ظاہر کئے بغیر عوامی مطالبہ کی تجدید کرکے صحافت کی روایات کو بھر طور برقرار رکھا ہے۔ محترم مجید نظامی خاموش طبع صحافی ہیں۔ البتہ ان کا قلم خوب بولتا ہے۔ وزیراعظم خواجہ بن کر ہر معاملے میں

انہیں گواہ بنا لیتے ہیں۔ وزیراعظم خوش قسمت ہیں کہ یہاں معاملہ مدعی ست اور گواہ چست کے برعکس ہے ورنہ گستاخ رسول سینیٹر کا نام کب کا منظر عام پر آیا ہوتا۔

وزیراعظم نواز شریف ایوان اقبال کی تقریب میں مہمان خصوصی تھے۔ نفاذ شریعت ان کا موضوع تھا کیونکہ وہ آج نفاذ شریعت کے علمبردار ہیں۔ اس موقع پر اگر کسی گستاخ رسول کا نام آہی گیا تھا تو وزیراعظم کو بزم اقبال میں فکر اقبال کے تحت عشق اقبال کا مظاہرہ کرنا چاہئے تھا۔ مصلحت اور عشق میں فاصلہ بہت زیادہ ہے

در دل مسلم مقام مصطفےٰ ﷺ است

آبرو ماز نام مصطفےٰ ﷺ است

وزیراعظم نواز شریف نے سیاست میں مصلحت پسندی' احتیاط اور موقع شناسی کو مقدم رکھا ہے۔ یہ چیزیں غالباً انہوں نے کرکٹ کے کھیل سے مستعار لی ہیں۔ کالاباغ کا مسئلہ ہو یا ایٹمی دھماکوں کا معاملہ' کراچی کا ایشو ہو یا پارٹی پالیٹکس میاں صاحب نے مصلحت کو کبھی پس پشت نہیں ڈالا۔ اگر وزیراعظم گستاخ سینیٹر کے نام کا اظہار نہیں چاہتے تھے تو پھر بھری مجلس میں اس کا تذکرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وزیراعظم نے نام نہ بتانے میں مصلحت یہی سمجھی ہوگی کہ کوئی غازی علم الدینؒ یا حاجی مانک ؒ مذکورہ بالا سینیٹر کو جہنم رسید کرکے ثواب نہ حاصل کرپائے۔ گویا وزیراعظم نے گستاخ رسول سینیٹر کو تحفظ دے کر اپنے تئیں اس پر تو سیاسی احسان کیا ہے کہ شاید کبھی سیاست کے تغیر و تبدل پہ روا رکھا گیا احسان ان کے کام آجائے۔ نفاذ شریعت کے علمبردار ہونے کے ناطے پردہ پوشی شریعت کے تقاضوں کے منافی ہے؟ بلکہ وزیراعظم کے کمزور ایمان پر دلالت بھی کرتی ہے۔ گستاخ رسول سینیٹر کے خلاف تادیبی کارروائی اسی وقت ہو جانی چاہئے تھی ایسا بد طینت شخص سینٹ جیسے ایوان بالا کے لائق نہیں۔ وزیراعظم نواز شریف کی دینی غیرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ فوری طور پر سینٹ کے چیئرمین کے نوٹس میں یہ بات لاتے تمام وسائل کو بروئے کار لاکر اس گستاخ رسول کو نااہل قرار دلوایا جاتا۔

جناب رسالت مآب ﷺ کو (نعوذ باللہ) ڈکٹیٹر قرار دینا توہین رسالت ہی نہیں توہین انسانیت بھی ہے۔ آپ ﷺ رحمت اللعالمین اور شفیع المذنبین بن کر آئے۔ تھکی ماندی اور دکھیاری انسانیت کے لئے سراپا رحمت اور برکت بن کر آنے والا کیوں ڈکٹیٹر ہو سکتا ہے؟ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاتم رسول سینیٹر نے

پیغمبر ﷺ کی سیرت وسوانح اور تاریخ کا عمیق مطالعہ نہیں کیا۔ خدائی حکم کے علاوہ ہر معاملہ اور ہر معرکہ میں سرکار دوعالم ﷺ صحابہؓ کرام سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ اسلام میں شورائی نظام کی اہمیت واضح ہے۔ امام الانبیاء ﷺ کو آمر قرار دینا تاریخ سے ناانصافی اور سیرت رسول مقبول ﷺ سے روگردانی کے مترادف ہے۔ گستاخ رسول سینیٹر نے سید الکونین ﷺ کی ذات بابرکات کے بارہ میں ہرزہ سرائی کر کے اپنے ایمان کا خانہ خراب اور آخرت کا بیڑہ غرق کیا ہے۔

دینی وسیاسی حلقوں کا مطالبہ دن بدن زور پکڑتا جارہا ہے۔ کہ وزیراعظم شاتم رسول سینیٹر کا نام بتائیں لیکن وہ ابھی تک اسے صیغہ راز میں رکھے ہوئے ہیں۔ بعض کالم نویس حضرات نے قیاس آرائی سے اپنے اپنے طور پر کچھ ناموں کے حوالہ سے تبصرہ کیا ہے۔ اس طرح بلاجواز کچھ نام گستاخان رسول کے زمرے میں شامل ہورہے ہیں۔ اس لئے اب ضروری ہوگیا ہے کہ وزیراعظم اس سینیٹر کا نام ظاہر کر کے دوسروں کو جانی تحفظ فراہم کریں۔ متذکرہ بالا گستاخ رسول سینیٹر کا نام اس لئے بھی منظر عام پر آنا ضروری ہے تاکہ ان کی پارٹی کے ممبران کے علاوہ ان کے حلقہ انتخاب کے لوگ بھی ”سیاسی رشدی“ سے آگاہ ہوسکیں۔ وزیراعظم بے ادب سینیٹر کا نام بتائیں یا جرات ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مدعی بن کر اس کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کروائیں۔ دونوں کام نہ کرنے کی صورت میں وزیراعظم عوام کی نظروں میں گر جائیں گے۔ یہ دینی غیرت وحمیت کا مسئلہ ہے' عشق رسالت کے سامنے ہر دولت ہیچ ہے' ہر عقیدہ حقیر ہے' ہر منصب کمتر ہے' عشق مصلحت نہیں جرات کا متقاضی ہے۔ بہتری اسی میں ہے کہ میاں صاحب گستاخ رسول سینیٹر کا نام نہ چھپائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ خود ان کا اپنا نام چھپ جائے۔

بریگیڈیئر ریٹائرڈ گلزار احمد کا سانحہ ارتحال

ریٹائرڈ بریگیڈیئر گلزار احمد ستمبر کے آخری عشرہ میں قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ مرحوم کی عمر ۸۹ برس تھی۔ انہیں چکوال میں ان کے آبائی گاؤں میں دفن کیا گیا۔ بریگیڈیئر (ر) گلزار احمد مرحوم کو دفاعی امور میں مہارت اور تجربہ رکھنے کے باعث پاک افواج میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ مرحوم نے علی گڑھ سے گریجویشن حاصل کی اور ۱۹۳۵ء میں انڈین ملٹری اکیڈمی میں بلوچ رجمنٹ میں شامل ہوئے۔ دوسری عالمی جنگ میں انہوں نے مختلف محاذوں پر ماہرانہ فوجی خدمات سرانجام دیں۔ پاکستان کے قیام کے بعد مرحوم کو

جنرل ہیڈ کوارٹر میں سینئر افسر کی حیثیت سے تعینات کیا گیا۔ ۱۹۵۶ء میں وہ ڈپٹی کوارٹر ماسٹر جنرل کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اندرون وبیرون ملک بہترین خدمات سرانجام دینے پر انہیں فوجی اعزازات سے بھی نوازا گیا۔ بریگیڈیئر (ر) مشرق وسطیٰ میں رائل آرمی کے ٹریننگ ایڈوائزری مشن کے سربراہ بنے۔ مرحوم معاہدہ بغداد کے تحت چیف ملٹری پلانز ہیڈ کوارٹر بھی رہے۔ ملٹری انٹیلی جنس اور پرسائل سروسز کے ڈائریکٹر کے طور پر بھی انہوں نے فرائض منصبی ادا کئے۔ پیشہ وارانہ مہارت لگن' خلوص اور جذبہ حب الوطنی کے تحت ان کی خدمات کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یاد رکھا جائے گا۔

فوجی امور میں دسترس رکھنے کے علاوہ بریگیڈیئر (ر) گلزار احمد کو اسلامی تاریخ سے گہرا شغف تھا۔ مرحوم افواج پاکستان کے ترجمان جریدہ "ہلال" اور ملک کے دیگر رسائل واخبارات میں باقاعدگی سے مضامین لکھا کرتے تھے انہوں نے بیرون ملک کے دوروں کے مشاہدات کو بھی قلم بند کیا۔ "افریقہ پکیس" کے نام سے لکھی گئی تصنیف میں انہوں نے افریقہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تفصیلاً قلم اٹھایا۔ مرحوم اکثر وبیشتر قادیانیوں کے ناپاک عزائم اور ان کی وطن دشمن ریشہ دوانیوں سے متعلق بھی لکھا کرتے تھے مرحوم عقیدہ ختم نبوت سے قلبی اور ذہنی وابستگی رکھتے تھے اسلام کے اس بنیادی اساسی عقیدہ سے عملاً عقیدت کا اظہار کرنے کے لئے مرحوم ایک دفعہ چنیوٹ کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لائے اور ایمان افروز خطاب کیا۔ بریگیڈیئر (ر) گلزار احمد اسلام کا سپاہی ہونے کے ناطے تلوار اور قلم دونوں سے وابستہ رہے۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد انہوں نے بہترین قلمی خدمات سرانجام دیں۔ مرحوم تقریباً اٹھارہ کتب کے مصنف تھے۔ فوج کے اعلیٰ افسر اور ذمہ دار شہری ہونے کی بناء پر ان کی تحریریں اثر انگیز تھیں۔ پورے ملک میں ان کے قارئین کا وسیع حلقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بخشش فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے' اور ان کی قومی ملی خدمات کو منظور فرمائے۔ آمین

مولانا محمد عبداللہ کی شہادت

گذشتہ ماہ اسلام آباد کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب اور مرکزی رویئت ہلال کمیٹی کے چیئرمین مولانا محمد عبداللہ کو ان کی مسجد اور رہائش گاہ کے قریب نامعلوم دہشت گرد نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ دہشت گردی کی اس واردات میں مولانا مرحوم کے بڑے بیٹے مولانا عبدالعزیز معجزانہ طور پر بچ گئے۔ مولانا محمد عبداللہ کو فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا لیکن وہ زخموں سے جانبر نہ ہو سکے اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

دینی حلقوں نے مولانا مرحوم کے بہیمانہ قتل پر شدید غم و غصہ کا اظہار کیا ہے۔

مولانا محمد عبداللہ مرحوم معتدل مزاج خطیب اور صلح جو دینی راہنما کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے مرحوم فرقہ واریت سے ہمیشہ دور رہے' وہ مجلس تحفظ ختم نبوت کی شوریٰ کے رکن تھے۔ مولانا محمد عبداللہ مرحوم کی زندگی کی آخری تقریر بھی (ربوہ) میں سالانہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر جمعرات کو عصر کے بعد ہوئی تھی۔ مولانا مرحوم اتحاد و اتفاق کی علامت تھے۔ عمر بھر تردید مرزائیت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں سرگرم عمل رہے اس مقصد کے لئے انہوں نے کبھی بھی سرکار کا دباؤ قبول نہیں کیا تھا۔چونکہ مولانا محمد عبداللہ مرحوم و مغفور مخالفت برائے مخالفت کے قائل نہ تھے اس لئے وہ حق کو حق اور باطل کو باطل کہنا عبادت سمجھتے تھے انہیں بارہا آزمائش و ابتلا کے مرحلوں سے گزرنا پڑا۔ تاہم انہوں نے استقامت اور پامردی سے حالات کا مقابلہ کیا مولانا محمد عبداللہ مرحوم کی ساری زندگی زہد و تقویٰ اور توکل سے عبارت تھی۔ اسلام آباد کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب اور رویئت ہلال کمیٹی کے چیئرمین ہونے کے باوجود انہوں نے کبھی بھی اپنے منصب سے ذاتی مفاد حاصل نہیں کیا تھا۔

مولانا محمد عبداللہ مرحوم کے قتل ناحق کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ مولانا مرحوم کے قتل پر پولیس اور مختلف متعلقہ اداروں نے جس سرد مہری کا مظاہرہ کیا ہے' وہ بھی افسوسناک ہے۔ مولانا محمد عبداللہ مرحوم کے چھوٹے صاحبزادے نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ جو انکشاف کیا ہے وہ لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ قاتل کی شناخت ہونے کے باوجود ابھی تک قانون کے تقاضے پورے نہیں کئے جا رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مولانا محمد عبداللہ مرحوم کے قتل کیس کو سرد خانے میں ڈال کر سابقہ روایت برقرار رکھی جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مولانا مرحوم کے بیٹوں نے مایوسی کا اظہار کیا ہے۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ نہ پہلے انصاف مہیا ہو سکا ہے اور نہ اس موقع پر انصاف کی توقع رکھنی چاہئے۔ ہمیں وزارت مذہبی امور سے گلہ ہے کہ اس نے بھی مولانا محمد عبداللہ مرحوم کے قتل کیس میں کسی عملی ہمدردی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ہم مولانا مرحوم کے بیٹوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ایک بڑی عدالت میں انہیں انصاف ضرور ملے گا------ جہاں کسی سے ناانصافی نہیں ہوتی۔

حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی کا انتقال

ملک عزیز کے ممتاز عالم دین' بزرگ راہنما' خطیب دلپذیر' مفسر قرآن' حضرت مولانا عبدالعزیز

صاحب شجاع آبادی کا پچھلے دنوں انتقال ہوگیا۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ موصوف بہت بڑے عالم دین تھے۔ کئی علماء کے استاد تھے‘ اللہ رب العزت نے ان کو لحن داؤدی نصیب کیا تھا۔ قرآن مجید جب پڑھتے تھے تو درودیوار جھوم جھوم جاتے تھے قدرت نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا‘ ان کی وفات ایک عالم کی وفات ہے۔ حق تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔

حضرت مولانا غلام حسین فاضل دیوبند کا سانحہ ارتحال

دار العلوم دیوبند کے فاضل شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد حضرت مولانا غلام حسین صاحبؒ کا پچھلے دنوں حاصل پور ضلع بہاولپور میں انتقال ہوگیا۔ موصوف جلیل القدر عالم دین اور فرشتہ سیرت منکسر المزاج راہنما تھے۔ زندگی بھر جمیعت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے خدمت دین کا فریضہ سرانجام دیا۔ تمام تحریکوں میں نہ صرف شامل رہے بلکہ قائدانہ کردار ادا کیا۔ علاقہ بھر میں آپ کا حد درجہ احترام تھا۔ اکابر علمائے کرام پر جان چھڑکتے تھے۔ پہلے مدرسہ عزیزیہ قائم پور پھر احیاء العلوم حاصل پور میں خدمت و تعلیم دین کا فریضہ ادا کیا۔ مرکزی جامع مسجد میں عرصہ سے قرآن مجید کا درس دیتے تھے۔ کئی دن کے درس مکمل ہوئے۔ آج جامعہ امداد العلوم کے نام سے ایک وسیع وعریض شاندار دینی ادارہ قائم ہے۔ اس میں ہی ان کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔ حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں بڑے آدمی تھے بڑے لوگوں والی خوبیوں کے مالک تھے۔ اپنے پیچھے بھی بڑا خلا چھوڑ کر گئے جو مدتوں پر نہ ہو سکے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مرحوم کے صدمہ میں برابر کی شریک ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔

انٹرنیٹ پر ختم نبوت کا پروگرام

VISIT

Almi Majlis Tahaffuze Khatme Nubuwwat

on the Internet at

http://www.khatme-nubuwwat.org/

مرزائی نبوت کا سنگِ بنیاد کس کوچے میں رکھا گیا

ماسٹر تاج الدین انصاریؒ

ماسٹر تاج الدین انصاری مجلس احرارالاسلام کے مرکزی لیڈروں میں گزرے ہیں اور قادیانی نبوت کے تعاقب میں ان کا خاص الخاص حصہ ہے۔ ذیل میں ماسٹر انصاری مرحوم رحمۃ اللہ علیہ اس نبوت کی پیدائش کا قصہ سناتے ہیں۔

مالک حقیقی نے معلم الملکوت کو نافرمانی کے جرم میں جب راندہ درگاہ ایزدی قرار دیا تو شان بے نیازی سے اس کی یہ درخواست بھی قبول فرمائی کہ وہ بندگان خدا کو بھٹکا سکتا ہے تو بیشک یہ بھی کر دیکھے۔ اللہ کے نیک بندے شیطان لعین کے مقابلہ کے لئے کافی ہیں۔ روز اول سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ مالک کل ہر جگہ موجود ہے اور شیطان بھی آنکھ بچا کر اپنا اڈاہ بنا ہی لیتا ہے۔ وہ انسانوں کو سبز باغ دکھا کر ہر آن گمراہ کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ نصف صدی سے کچھ اوپر کی بات ہے ہمارے ہاں لدھیانہ میں مرزا غلام احمد آنجہانی حکیم نورالدین کے ہمراہ محلّہ جدید میں ایک شخص منشی احمد جان کے ہاں وارد ہوئے حکیم نورالدین منشی احمد جان کے داماد تھے۔ منشی احمد جان اس محلّہ کے مشہور و معروف آدمیوں میں سے تھے۔ لدھیانہ ایک تاریخی شہر ہے یہاں کابل شہزادے جھنجر کے نواب اور کشمیر کے مشہور خاندانوں کے لوگ آباد تھے۔ اکثر امراء کے مکانوں پر علمی مجلسیں ہوتیں۔ غلام احمد تو معمولی قابلیت کا انسان تھا۔ پڑھا لکھا تھا مداریوں کی طرح غلام احمد کو لئے پھرتا تھا مگر جن لوگوں نے حکیم نورالدین کے علمی مباحث سنے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ شخص کس قدر حاضر جواب شاطر اور علم مجلس کے زیور سے آراستہ و پیراستہ تھا۔ انہی دنوں جب یہ بیوپاری قافلہ پیری کا جال پھیلانے کی غرض سے لدھیانہ آیا ہوا تھا تحصیل جگراؤں میں ایک مجذوب کا عرس ہو رہا تھا۔ یہ مجذوب تھا تو مسلمان مگر سکھ چونکہ زیادہ عقیدت مند تھے اس لئے بہت جلد قریبی علاقہ میں چرچہ ہوا اور عرس میلے کی صورت اختیار کر گیا۔ اس مجذوب کا نام محکم دین تھا۔ جو وارفتگی کے عالم میں لوگوں کو اپنا کلمہ پڑھنے کی تلقین کرتا تھا یہ کلمہ تھا" لا الہ الا اللہ محکم دین رسول اللہ"

یہ کفر صریح علاقہ بھر میں اس زور سے پھیلا اور نذریں نیاز اس قدر آنے لگیں کہ مجاوروں اور گدی

نشیئوں کے وارے نیارے ہوگئے۔ اس واقعہ نے غلام احمد اور نورالدین کو چوکنا کردیا۔ شیطان جو روز اول سے بازی لگاکر میدان میں اتر چکا تھا کب چوکنے والا تھا۔ چپکے سے دونوں ہوس پرستوں کے کان میں پھونک ماری۔ دونوں نے بیٹھ کر گورمتا پکایا۔ مسودہ تیار ہوگیا۔ ایک منشی جان محمد کی بیٹھک میں جونئے محلے میں پیرجی کی مسجد کے بالکل قریب تھی۔ بیٹھے بیٹھے غلام احمد نے کہا کہ بھئی دوستو سنو مجھے ابھی ابھی الہام ہوا ہے۔ میرے رب نے مجھے کہا کہ تو نبی ہے۔ اگر اس الہام کو چھپاتا ہوں تو خود گنہگار ٹھہرایا جاؤں گا۔ اس لئے تمہارے سامنے اعلان کرتا ہوں۔

بغل میں بیٹھے ہوئے نورالدین نے جھٹ کہا' کیا فرمایا آپ نے؟ غلام احمد نے کہا کہ بھئی مجھے ابھی ابھی الہام ہوا ہے کہ میں اللہ کا نبی ہوں۔ زور سے بسم اللہ کہتے ہوئے حکیم نورالدین نے پکائے ہوئے گورمتا اور سکھائے ہوئے منتر کے مطابق دونوں ہاتھ غلام احمد کی طرف بڑھادیئے اور کہا کہ بیعت کیجئے حضور۔ اچانک یہ ہتھنا ٹک اس خوبصورتی سے کھیلا گیا کہ حکیم صاحب کے خسر منشی احمد جان کے علاوہ صوفی عباس علی شاہ بھی چکر میں آگئے۔ تو چل اور میں چل درجن ڈیڑھ درجن مسلمان ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ پاس ہی محلہ میں موچی پورہ میں حضرات علماء کرام کا مرکز تھا۔ انہیں جب یہ خبر ہوئی کہ اس شیطان کے چیلے نے ارتداد پھیلانا شروع کیا ہے تو حضرات علماء کرام دلائل کے ہمراہ لٹھ بھی اٹھا لائے کہ اگر لاتوں کا بھوت باتوں سے نہ مانا تو خوب اچھی طرح خبرلی جائے گی۔ زمانہ گذر گیا مدت کی بات ہے بچپن کا زمانہ تھا ابھی ہم جماعت اول میں قاعدہ لئے بیٹھے تھے کہ باہر سڑک پر ایک ہنگامہ ہوا ارے بھئی کیا ہوا؟ معلوم ہوا کہ کسی فاطرالعقل نے نبوت کا دعوی کردیا ہے۔ مولوی صاحبان لٹھ لے کر بھیجا توڑنے کی فکر میں ہیں۔ ہم کچھ سمجھ نہ سکے۔ یہ شرابا کیسا ہے؟ اور کیوں ایک پاگل کو مار دینے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ وقت گزرتا گیا۔ یہ چرچا محلّہ جدید سے نکل کر گلی چنگلی میں بھی آپہنچا رشتہ داریوں کی پیچ در پیچ راہوں سے نکل کر شیطان کے چیلے کو چل نکلنے کا میدان مل گیا۔ خواجہ احمد شاہ مرحوم اور میر احمد شاہ سکتر ہمارے ہاں کے دو مشہور بزرگ گزرے ہیں اول الذکر بہت بڑے رئیس اور زبردست پالیٹیشن تھے ثانی الذکر درویش منش انگریزی داں تھے۔ غلام احمد کا یہاں بھی آنا جانا تھا۔ خواجہ صاحب کی کوٹھی کے سامنے ایک محلّہ آباد ہے یہاں ایک پھلیرن رہتی تھی۔ غلام احمد کی ان سے بھی یاد اللہ تھی۔ اس پھلیرن کا نام تھا "ماہو" بہت مشہور عورت تھی اور مرزا صاحب کی کرامتیں بتایا کرتی تھی۔ مرزا صاحب آنجہانی نے خوش ہوکر "ماہو" کو چار کرسیاں بھی خرید کردی تھیں یہ تاریخی کرسیاں ماہو کے پاس اب تک موجود تھیں۔ ماہو بیچاری تقسیم ملک سے کچھ پہلے فوت ہو چکی تھی۔ اب تو بہت عمر رسیدہ تھی مگر جن دنوں مرزا غلام احمد قادیانی ماہو کے ہاں جایا کرتا تھا تو لوگ بلاوجہ بدگمانیاں کیا کرتے تھے۔ بہرحال لدھیانہ سے نبوت کا

ذبہ نے ایسا سر اٹھایا کہ انگریز کی برکت سے تھوڑے ہی عرصہ میں طوطی بولنے لگا۔

شعبدہ بازی کی تلاش

مولوی ولی محمد صاحب واچ مرچنٹ لدھیانہ کے مہاجر ان دنوں انارکلی کے پچھواڑے میں رہتے ہیں وہ اس بات کے عینی شاہد ہیں کہ ساڈھورہ کے ایک عامل مسمی سید جلال شاہ کو غلام احمد آنجہانی نے کچھ شعبدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ بیٹھے بیٹھے اپنے ہاتھوں پر چادر پھیلا کر خالی تھالی کو زرو جواہرات سے بھر دیتا اور اسی طرح غائب بھی کر دیتا تھا غلام احمد جس نے نبوت کا دعوی کر رکھا تھا۔ اس کمی کو سختی سے محسوس کر رہا تھا۔ اس قسم کے ہتھکنڈے اگر آجائیں تو نبوت فرنٹیر میل کی رفتار سے زیادہ تیز چل سکتی تھی۔ اس بیچارے عامل کو غلام احمد کے آدمیوں نے پکڑ لیا جہاں کہیں بھی جاتے اسے الگ کوٹھری میں بند رکھتے اور تقاضہ یہ ہوتا کہ غلام احمد کو یہ فن سکھاؤ۔ بے چارہ عامل تنگ آچکا تھا۔ مولوی ولی محمد صاحب کا بیان ہے کہ یہ خبر ان کے حلقہ میں پہنچی تو اس عامل کو اس لالچی کے پنجہ سے چھڑا کر ساڈھورہ کا ٹکٹ لے دیا اور گاڑی میں سوار کر کے لدھیانہ سے چلتا کر دیا۔ جن لوگوں نے یہ کچھ ہوتے دیکھا ہے ان سے مرزائیوں کے مبلغ بحث کرتے ہیں اور مناظرہ کی ٹھان لیتے ہیں۔ تو وہ حیرانی سے ان فریب خوردگان دجل کا منہ تکنے لگتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی سن لیجئے کہ جب سید عباس علی شاہ مرحوم نے مرزا غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کی تو ان کے پانچ سات سو مریدوں نے بھی غلام احمد کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جس سے نبوت کا ذبہ کا کام خوب چل نکلا۔ غلام احمد نے سید عباس شاہ کو ”اسابقون الاولون“ کے لحاظ سے (نعوذباللہ) صدیق اکبر کا خطاب دیا۔ مگر چند دنوں بعد عباس علی شاہ پر غلام احمد کے فریب وریاکاری کا حال کھلا تو انہوں نے بیعت توڑتے ہوئے ایک پوسٹر شائع کیا اور لوگوں کو خبردار کیا۔ غلام احمد حسب عادت گالیاں بکنے لگا۔ جب انگریز نے سہارا دیا تو نبوت کاذبہ کو چار چاند لگ گئے۔ ابتداء وہ تھی۔ انتہا یہ ہے۔

دارالبیعت

لدھیانہ میں وہ مکان آج تک موجود ہے جس میں غلام احمد نے نبوت کا اعلان کیا تھا اور حکیم نورالدین نے ڈرامہ کا پہلا پردہ اٹھایا تھا۔ طالب علمی کا زمانہ بھی کیا جستجو و تلاش کا زمانہ ہوتا ہے ہمارے بچپن کے ساتھی نئے محلہ میں جہاں مرزائیوں کا پہلا دارالبیعت ہے رہتے تھے ہمیں اسی کوچے میں گزر کر اپنے ہم مکتبوں کے گھر تک جانا ہوتا تھا۔ جیسے ہم کم علم تھے‘ ویسے ہی ہمارے ساتھی بھی تھے ہم کیا جانیں۔ دار البیعت کسے کہتے ہیں؟ عربی رسم الخط تو یوں بھی ہمارے لئے معمہ تھا۔ چند شریر ہمراہیوں کے ساتھ ہم اس

کوچہ خاص سے گزر رہے تھے کہ دارالبیعت پر نظر پڑی اسی کے نیچے کسی منچلے کاتب نے دارالخلا بھی لکھ رکھا تھا۔ مسجد کے امام صاحب جو اس طرف سے گزرے تو ہمراہی انہیں گھیر کر کھڑے ہوگئے۔ جی مولوی صاحب یہ کیا لکھا ہے؟ مولوی صاحب نے فرمایا دارالبیعت' کیا معنی اس کے؟ مولوی صاحب نے فرمایا۔ بیعت لینے کی جگہ پیرماننے کی جگہ۔

ہمارے ایک شریر ساتھی نے کہا اور نیچے کیا لکھا ہے؟ مولوی صاحب فرمانے لگے کسی شرارتی کاتب نے مرزائیوں کو چڑانے کے لئے یہ مذاق کیا ہے۔ تم بھاگو یہاں سے تمہیں ان قصوں سے کیا کام؟۔

خدا جانے مرزائیوں کا یہ تاریخی مقام اب کس سکھ کے قبضہ میں ہے یہ بھی معلوم نہیں کہ اوپر کے کتبہ پر عمل ہوتا ہے یا نچلی شرارت پر۔ بہرحال اسی منحوس کوچہ میں کذب وافترا اور دجل مجسم کا خاتمہ ہوجاتا تو آج یہ مصیبت اسی طرح ہولناک صورت اختیار نہ کرلیتی۔

(بہ شکریہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ جون ۱۹۹۵ء)

صاحبزادہ حافظ محمد عابد صاحب زیدہ مجدہ کیلئے
احباب سے دعائے صحت کی اپیل

حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے دست راست 'سفر و حضر' کے محبوب رفیق اور خادم خاص عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن شوریٰ مخدوم زادہ حافظ محمد عابد صاحب مدظلہ گذشتہ چند ہفتوں سے علیل ہیں۔ موصوف کو خرابی جگر کی تکلیف ہے۔ خانقاہ سراجیہ کے تمام متعلقین مجلس کے رفقاء "لولاک" کے قارئین سے استدعا ہے کہ جناب حافظ محمد عابد صاحب مدظلہ کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔ اللہ رب العزت موصوف کو صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائیں۔ موصوف کا سایہء شفقت ہم خدام پر تادیر قائم ودائم رہے۔ آمین (بحرمۃ النبی الامی الکریم خاتم النبیین)

"ادارہ لولاک"

العرف الوردی فی اخبار المہدی

تصنیف: علامہ جلال الدین سیوطیؒ

ترجمہ: مولانا قاری قیام الدین الحسینی مدظلہ

قسط نمبر ۶

وأخرج (ك) نعيم بن حماد عن عمار بن ياسر قال: المهدي على أولة شعيب بن صالح.

وأخرج (ك) نعيم بن حماد عن ابي جعفر قال: يخرج شاب من بني هاشم بكفه اليمين خال من خراسان برايات سود بين يديه شعيب بن صالح يقاتل اصحاب السفياني فيهزمهم.

وأخرج (ك) ايضا عن كعب بن علقمة قال: يخرج على لواء المهدي غلام حدث السن خفيف اللحية اصفر لو قاتل الجبال لهدها حتى ينزل إيلياء.

واخرج (ك) ايضا عن كعب قال: اذا ملك رجل الشام وآخر مصر فاقتتل الشامي والمصري وسبي أهل الشام قبائل من مصر وأقبل رجل من المشرق برايات سود صغار قبل صاحب الشام فهو الذي يؤدي الطاعة الى المهدي.

وأخرج (ك) أبضا عن أبي قبيل قال: يكون بأفريقية أمير اثنتي عشرة سنة ويكون بعده فتنة ثم يملك رجل أسمر يملؤها عدلا ثم يسير الى المهدي فيؤدي اليه الطاعة ويقاتل عنه.

ترجمہ: امام نعیم بن حمادؒ حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان شعیب بن صالح کی امارت کے آغاز میں ظاہر ہوں گے۔ امام نعیم بن حمادؒ حضرت ابو جعفر (محمد باقرؒ) سے روایت کرتے ہیں کہ (آخری زمانہ میں) بنوہاشم میں سے ایک نوجوان کا ظہور ہوگا جس کی دائیں ہتھیلی پر "تل" کا نشان ہوگا۔ خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈیوں والی ایک جماعت آئے گی جس کے آگے شعیب بن صالح تمیمی ہوگا۔ یہ سفیانی کے لشکر سے قتال کریں گے اور انہیں شکست دے دیں گے۔

امام نعیم بن حمادؒ حضرت کعب بن علقمہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ امام مہدی کے پرچم پر ایک نوعمر ہلکی داڑھی والا زرد رنگ لڑکا ظاہر ہوگا کہ اگر وہ پہاڑوں سے بھی قتال کرے انہیں بھی گرادے یہاں تک کہ وہ ایلیاء (بیت المقدس) میں قیام کرے گا۔

امام نعیم بن حمادؒ حضرت کعب (بن علقمہ)ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ایک شخص شام میں بادشاہ بنے اور دوسرا مصر میں اور پھر شامی اور مصری آپس میں جنگ کریں اور مصر کے قبائل اہل شام کو قیدی بنالیں اور ادھر مشرق کی سمت سے چھوٹی سیاہ جھنڈیوں کے ساتھ ایک شخص روانہ ہو جو شام کے امیر کو قتل

کردے۔ پس یہی وہ شخص ہوگا جو حق اطاعت حضرت مہدی علیہ الرضوان کے سپرد کردے گا۔ امام نعیمؒ نے حضرت ابو قبیل ؓ سے روایت کیا ہے کہ افریقہ میں ایک شخص بارہ سال امیر رہے گا اور اس کے بعد فتنہ بپا ہوگا۔ بعد ازاں ایک گندمی رنگ شخص حکومت کرے گا جو اس سرزمین کو عدل سے بھردے گا۔ پھر وہ شخص (خبر پاکر) حضرت مہدی علیہ الرضوان کی طرف روانہ ہوگا۔ حق اطاعت آپ کو سپرد کرے گا اور آپ کی حمایت میں جنگ کرے گا۔

وأخرج (ك) أيضا عن الحسن أن رسول الله ﷺ ذكر فلايلقاه اهل بيته حتى يبعث الله راية من المشرق سوداء من نصرها نصره الله ومن خذلها خذله حتى يأتوا رجلا اسمه كاسمى فيولونه أمرهم فيؤيده الله وينصره ››

وأخرج (ك) أيضا عن سعيد بن المسيب قال: قال رسول الله ﷺ: «تخرج من المشرق رايات سود لبني العباس ثم يمكثون ماشاء الله ثم تخرج رايات سود صغار تقاتل رجلا من ولد أبي سفيان وأصحابه من قبل المشرق يؤدون الطاعة للمهدي ››

مشرق سے سیاہ پرچم والی جماعت

ترجمہ :۔ امام نعیمؒ حضرت حسن ؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا' پس اس سے اس کے اہل بیت کی ملاقات نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مشرق کی جانب سے ایک سیاہ پرچم (والے کو) نہ بھیجے جو اس کی نصرت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے اور جو اس کی نصرت سے ہاتھ کھینچے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے بے یارومددگار چھوڑدیں گے۔ حتیٰ کہ وہ ایسے شخص کے پاس آئیں گے جس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ پس وہ اپنا نظام اس کے سپرد کردیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کی تائید ونصرت فرمائیں گے۔ امام نعیمؒ نے حضرت سعید بن مسیب ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ (پہلے) بنو عباس کی سیاہ جھنڈیاں ظاہر ہوں گی پھر اللہ تعالیٰ جتنا چاہیں گے وہ لوگ قیام کریں گے۔ بعد ازاں چھوٹی سیاہ جھنڈیاں (لے کر ایک جماعت) مشرق کی جانب سے نکلے گی جو ابو سفیان کی اولاد میں سے ایک شخص اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کرے گی۔ وہ جماعت اپنا حق اطاعت حضرت مہدی علیہ الرضوان کے سپرد کردے گی۔

وأخرج (ك) أيضا عن علي: قال تخرج رايات سود تقاتل السفياني فيهم شاب من بني هاشم في كفه اليسرى خال وعلى مقدمته رجل من تميم يدعى شعيب بن صالح فيهزم أصحابه ››

وأخرج (ك) أيضا عن عمار بن ياسر قال: اذا بلغ السفياني الكوفة وقتل أعوان آل محمد خرج المهدي على لوائه شعيب بن صالح ››

ترجمہ :۔ امام نعیمؒ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ (آخر زمانہ میں) سیاہ جھنڈیاں (لے کر ایک جماعت) نکلے گی جس کی سفیانی سے جنگ ہوگی۔ اس میں بنوہاشم میں سے ایک نوجوان ہوگا جس کی بائیں ہتھیلی میں تل ہوگا۔ اس جماعت کا پیشرو قبیلہ تمیم کا ایک شعیب بن صالح نامی شخص ہوگا جو سفیانی کے لشکریوں کو شکست دے گا۔

وأخرج (ك) أيضا عن أبي جعفر قال « تنزل الرايات السود التي تخرج من خراسان الكوفة فاذا ظهر المهدى بمكة بعث إليه بالبيعة » •

وأخرج (ك) أيضا عن كعب قال : إذا دارت رحا بنى العباس وربط أصحاب الرايات خيولهم بزيتون الشام يهلك الله لهم الاصهب ويقتله وعامة أهل بيته على أيديهم حتى لايبقى امرؤ منهم إلا هارب اومختف ويسقط الشعبتان بنو جعفر . وبنو العباس ويجلس ابن آكلة الاكباد على منبر دمشق ويخرج البربر الى سرة الشام فهو علامة خروج المهدى » •

ترجمہ :۔ امام نعیمؒ نے حضرت ابو جعفر (محمد باقرؒ) سے نقل کیا ہے کہ سیاہ جھنڈیں (لے کر ایک جماعت) خراسان سے روانہ ہوگی اور کوفہ میں قیام کرے گی۔ جب حضرت مہدی علیہ الرضوان کا مکہ مکرمہ میں چرچا ہوگا (اور کوفہ خبر پہنچے گی) تو بیعت کے لئے ان کے پاس روانہ ہوگی۔ امام نعیمؒ نے حضرت کعبؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب بنوعباس (کے اقتدار) کی چکی گردش میں آجائے گی اور جھنڈیوں والی جماعتیں اپنے گھوڑوں کو شام کے زیتون کے درختوں سے باندھیں گی۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے دشمن کو اور اس کے تمام گھروالوں کو ان کے ہاتھوں ہلاک اور قتل کردے گا۔ حتیٰ کہ بھاگ کھڑے ہونے والے یا روپوش ہوجانے والے شخص کے علاوہ ان کا کوئی آدمی نہ بچے گا۔ اور بنو جعفراور بنوعباس کی دونوں شاخیں نظروں میں گرجائیں گی۔ اور جگرخوارہ کا بیٹا دمشق کے منبرپر بیٹھے گا اور بربرقوم شام کے وسط کی طرف روانہ ہوگی۔ پس یہ واقعات ظہور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی علامت ہوں گے۔

وأخرج (ك) أيضا عن على بن أبي طالب قال : إذا خرجت خيل السفيانى الى الكوفة بعث فى طلب أهل خراسان ويخرج أهل خراسان فى طلب المهدى فيلتقى هو والهاشمى برايات سود على مقدمته شعيب بن صالح فيلتقى هو والسفيانى بباب اصطخر فيكون بينهم ملحمة عظيمة فتظهر الرايات السود وتهرب خيل السفيانى فعند ذلك يتمنى الناس المهدى ويطلبونه » •

ترجمہ :۔ امام نعیمؒ نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ جب سفیانی کا لشکر کوفہ کی طرف نکلے گا تو وہ اہل خراسان کی طلب میں آدمی روانہ کرے گا اور (دوسری طرف) اہل خراسان حضرت مہدی علیہ الرضوان کی تلاش میں روانہ ہوں گے۔ پس ان اہل خراسان اور ہاشمی کی سیاہ جھنڈیوں والی جماعت

کے ساتھ جس کے امیر شعیب بن صالح ہوں گے' ملاقات ہوگی۔ بعد ازاں شعیب بن صالح اور سفیانی کا اصطخر (فارس کا مشہور شہر) کے دروازے پر آمنا سامنا ہوگا اور ان کے درمیان شدید جنگ ہوگی۔ بلاخر سیاہ جھنڈیوں والی جماعت غالب آئے گی اور سفیانی کا لشکر بھاگ کھڑا ہوگا۔ پس اس وقت لوگ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی ملاقات کی تمنا کریں گے اور ان کے متلاشی ہوں گے۔

وأخرج (ك) أيضا عن أبي جعفر قال: بعث السفياني جنوده في الآفاق بعد دخوله الكوفة وبغداد فيبلغه فزعة من وراء النهر من أرض خراسان عليهم رجل من بني أمية فيكون لهم وقعة بتونس ووقعة بدولاب الري ووقعة بتخوم زريج فعند ذلك تقبل الرايات السود من خراسان على جميع الناس شاب من بني هاشم بكفه اليمنى خال سهل الله أمره وطريقه ثم يكون لهم وقعة بتخوم خراسان ويسير الهاشمي في طريق الري فيبرح رجل من بني تميم من الموالي يقال له شعيب بن صالح إلى اصطخر إلى الأموي فيلتقي هو والمهدي والهاشمي ببيضاء اصطخر فيكون بينهما ملحمة عظيمة حتى تطأ الخيل الدماء إلى أرساغها ثم يأتيه جنود من سجستان عظيمة عليهم رجل من بني عدي فيظهر الله أنصاره وجنوده ثم تكون واقعة بالمدائن بعد وقعة الري وفي عاقرقوفا وقعة صلمية يخبر عنها كل ناج (١) ثم يكون بعدها ذبح (٢) عظيم ببابل ووقعة في أرض من أرض نصيبين ثم يخرج على الأحوص قوم من سوادهم وهم العصب عامتهم من الكوفة والبصرة حتى يستنقذوا ما في يديه من سبي كوفان

ضرر رسانی لشکر

ترجمہ :۔ امام نعیمؒ حضرت ابو جعفر (محمد باقرؒ) سے روایت کرتے ہیں کہ سفیانی کوفہ اور بغداد میں داخل ہونے کے بعد اپنے لشکروں کو اطراف عالم میں روانہ کرے گا۔ پس اسے سرزمین خراسان کی نہر کے پرے سے گھبراہٹ میں ڈالنے والی اطلاع ملے گی اس علاقہ کے لوگوں پر بنوامیہ میں سے ایک شخص امیر ہوگا تو "تیونس" میں ان کی ایک جنگ ہوگی اور ایک جنگ "رے" کی بستیوں میں سے "دولاب" کے مقام پر ہوگی اس طرح ایک جنگ زریج کی سرحدوں پر ہوگی اس وقت خراسان سے سیاہ جھنڈیوں والی جماعت آئے گی تمام لوگوں پر بنوہاشم میں سے ایک نوجوان امیر ہوگا جس کی دائیں ہتھیلی میں "تل" کا نشان ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے کام اور راستے کو آسان فرمادیں گے۔ بعد ازاں ان کی ایک جنگ خراسان کی سرحد پر ہوگی (اور دوسری طرف) ایک ہاشمی "رے" کے راستے سے روانہ ہوگا۔ اتنے میں بنوتمیم کے موالی میں سے ایک شخص جسے شعیب بن صالح کہا جاتا ہوگا اموی کی طرف اصطخر تک پہنچے گا۔ اس وقت اس (شعیب) اور حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اور ہاشمی کی اصطخر کے میدان میں ملاقات ہوگی۔ پھر سفیانیوں اور ان حضرات کے درمیان

گھمسان کا معرکہ ہوگا۔ یہاں تک کہ گھوڑے بھی ٹخنوں تک خونوں میں لت پت ہوجائیں گے۔ دیکھتے ہی دیکھتے آپ (مہدی علیہ الرضوان) کے پاس بجستان سے عظیم لشکر امداد کے لئے پہنچیں گے جن پر بنوعدی میں سے ایک شخص امیر ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ آپ کے حامیوں اور لشکریوں کو غالب فرمائیں گے۔ پھر "رے" کی جنگ کے بعد مدائن میں جنگ ہوگی اور اس طرح عاقر قوفا (جو بغداد سے ایک دن کی مسافت پر ریت کے تہ بتہ ٹیلوں پر مشتمل ایک مقام ہے) میں جڑ مٹا دینے والی ایک شدید جنگ ہوگی۔ جس کے متعلق ہر بچ جانے والا شخص خبر دے گا۔ پھر اس کے بعد "بابل" میں ذبح عظیم کا سانحہ پیش آئے گا اور نصیبین کی سرزمین کے ایک حصے میں بھی جنگ ہوگی۔ پھر قبیلہ "احوص" پر انہیں کی قریبی بستیوں کی ایک قوم خروج کرے گی اور یہ چیدہ چیدہ لوگ ہوں گے۔ ان میں سے اکثر کا تعلق کوفہ سے ہوگا یہاں تک کہ یہ لوگ اس کے ہاتھوں میں قید کوفہ اور بصرہ کے لوگوں کو رہا کرالیں گے۔

وأخرج (ك) أيضا عن ضمرة بن حبيب ومشايخهم قالوا : يبعث السفياني خيله وجنوده فيبلغ عامة المشرق من أرض خراسان وأرض فارس فيثور بهم أهل المشرق فيقاتلونهم ويكون بينهم وقعات فى غير موضع فاذا طال عليهم قتالهم إياه بايعوا رجلا من بنى هاشم وهم يومئذ فى آخر المشرق فيخرج بأهل خراسان على مقدمته رجل من بنى تميم مولى لهم يقال له شعيب ابن صالح أصفر قليل اللحية يخرج اليه فى خمسة آلاف فاذا بلغه خروجه شايعه فيصيره على مقدمته لو استقبل بهم الجبال الرواسى لهدها فيلتقى هو وخيل السفياني فيهزمهم فيقتل منهم مقتلة عظيمة ثم تكون الغالبة للسفياني ويهرب الهاشمي ويخرج شعيب بن صالح مختفيا إلى بيت المقدس يوطىء للمهدى منزله اذا بلغه خروجه إلى الشام ـ قال الوليد : بلغنى أن هذا الهاشمي أخو المهدى لأبيه ـ وقال بعضهم : ـ هو ابن عمه ـ وقال بعضهم : إنه لا يموت ولكنه بعد الهزيمة يخرج إلى مكة فاذا ظهر المهدى خرج ۔

ترجمہ :۔ امام نعیم بن حمادؒ حضرت ضمرہ بن حبیبؒ اور ان کے مشائخؒ سے روایت کرتے ہیں کہ سفیانی اپنی فوج اور لشکریوں کو روانہ کرے گا۔ پس سرزمین خراسان و ایران کے باشندگان میں سے عام مشرقی لوگوں تک وہ لشکر پہنچ جائیں گے تو اہل مشرق ان پر حملہ آور ہوں گے اور ان سے قتال کریں گے۔ ان کے درمیان کئی مقامات پر جنگ ہوگی۔ جب اس (سفیانی اور اس کے لشکر) سے ان کی جنگ طول اختیار کرجائے گی تو وہ بنوہاشم میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور ہاشمی اس وقت مشرق کے آخری حصہ میں ہوں گے۔ پھر وہ (ہاشمی) اہل خراسان کی ایک جماعت کو لے کر جس کے ہراول دستہ میں بنوتمیم کا ایک غلام شعیب بن صالح نامی زرد رنگ والا اور ہلکی داڑھی والا ہوگا' روانہ ہوگا۔ وہ (شعیب) پانچ ہزار کی نفری لے کر اس (سفیانی) کی

طرف روانہ ہوگا۔ جب اسے ہاشمی کے خروج کی خبر ملے گی تو وہ بھی اس کے ہمراہ چلے گا اور اس (ہاشمی) کو لشکر کا پیشرو بنادے گا۔ اگر بھاری پہاڑ بھی اس کا سامنا کریں وہ انہیں بھی توڑ ڈالے۔ الحاصل اس (ہاشمی) اور سفیانی کے لشکر کا آمنا سامنا ہوگا وہ (ابتداء) سفیانیوں کو شکست دے دے گا۔ اس کے بعد ان کی شدید جنگ ہوگی۔ بعد ازاں سفیانی کا غلبہ ہوگا اور ہاشمی بھاگ جائے گا۔ اور شعیب بن صالح بھی چھپ کر بیت المقدس روانہ ہوجائے گا۔ جب اسے حضرت مہدی علیہ الرضوان کے شام کی طرف روانہ ہونے کا پتہ چلے گا تو ان کے لئے راہ ہموار کرے گا۔ (راوی) ولید فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ ہاشمی باپ طرف سے حضرت مہدی علیہ الرضوان کا بھائی ہوگا۔ اور بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ آپ کا چچا زاد ہوگا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ (اس جنگ میں اسے) موت نہ آئے گی بلکہ شکست کے بعد مکہ مکرمہ چلا جائے گا۔ جب حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہوگا تب یہ نمایاں ہوگا۔

وأخرج (ك) أيضا عن علي بن أبي طالب قال: يخرج رجل قبل المهدى من أهل بيته بالمشرق يحمل السيف على عاتقه ثمانية أشهر يقتل ويمثل ويتوجه الى بيت المقدس فلا يبلغه حتى يموت ٥

وأخرج (ك) أيضا عن علي قال: يبعث بجيش إلى المدينة فيأخذون من قدروا عليه من آل محمد ﷺ ويقتل من بنى هاشم رجالا ونساءا فعند ذلك يهرب المهدى والمبيض من المدينة إلى مكة فيبعث في طلبهما وقد لحقا بحرم الله وأمنه ٥

حرم الٰہی جائے امن

ترجمہ :۔ نعیم بن حماد حضرت علی بن ابی طالب ؓ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ مشرق میں حضرت مہدی علیہ الرضوان سے پہلے ان کے اہل بیت میں سے ایک شخص چلے گا۔ آٹھ مہینے اپنے کندھے پر تلوار اٹھا کر قتل کرتا اور مثلہ کرتا ہوا بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا۔ اس تک نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ اسے موت آجائے گی۔ نعیم بن حماد نے سیدنا علی ؓ سے روایت کیا ہے کہ مدینہ منورہ کی طرف سفیانی کی طرف سے ایک جنگجو دستہ روانہ کیا جائے گا۔ وہ لوگ حضرت محمد ﷺ کے اہل بیت میں جن پر بس چلا گرفتار کرلیں گے اور بہت سے ہاشمی مردوں اور عورتوں کو قتل کرڈالیں گے۔ اس (فتنہ فساد کے) وقت حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف بھاگ آئیں گے۔ ان کو پکڑنے کے لئے آدمی روانہ کئے جائیں گے لیکن یہ دونوں حضرات حرم الٰہی اور جائے امن میں پہنچ چکے ہوں گے۔

وأخرج (ك) أيضا عن يوسف بن ذی قربا قال: يكون خليفة بالشام يغزو المدينة فاذا بلغ أهل المدينة خروج الجيش إليهم خرج سبعة نفر منهم إلى مكة فاستخفوا فيكتب صاحب المدينة إلى صاحب مكة اذا قدم عليك فلان وفلان يسميهم بأسمائهم فاقتلهم فيعظم ذلك صاحب مكة ثم بنو مروان ينهم فيأتونه ليلا ويستجيرون به فيقول اخرجوا آمنين فيخرجون ثم يبعث الى رجلين منهم فيقتل أحدهم والآخر ينظر ثم يرجع إلى أصحابه فيخرجون ثم ينزلون جبلا من جبال الطائف فيقيمون فيه و يبعثون إلى الناس فينساب اليهم ناس فاذا كان كذلك غزام أهل مكة فيهزمونهم ويدخلون مكة فيقتلون أميرها ويكونون بها حتى اذا خسف بالجيش

ترجمہ :۔ نعیم بن حمادؒ نے حضرت یوسف بن ذی قرباحؒ سے روایت کیا ہے کہ شام کا ایک خلیفہ جنگ کے ارادہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگا۔ جب اہل مدینہ کو اپنی طرف اس لشکر کی روانگی کی اطلاع ملے گی‘ تو ان میں سے سات اشخاص مکہ مکرمہ کی طرف نکل کھڑے ہوں گے۔ اور (وہاں) روپوش رہنے کی کوشش کریں گے۔ پس والئی مدینہ والئی مکہ کی طرف چھٹی لکھے گا‘ کہ جب تمہارے پاس فلاں‘ فلاں (ان کا نام لے کر لکھے گا) آئیں گے تو انہیں قتل کرڈالو۔ یہ حکم والئی مکہ پر گراں گذرے گا۔ پھر بنو مروان درمیان میں پڑجائیں گے اور رات کو اس کے پاس آکر اس بارے میں پناہ طلب کریں گے۔ وہ کہے گا اچھا‘ امن امان کے ساتھ نکل جاؤ۔ چنانچہ وہ نکل جائیں گے پھر ان میں سے دو آدمیوں کی طرف قاصد روانہ کرے گا۔ (آنے پر) ان میں ایک کو قتل کردیا جائے گا اور دوسرے کو مہلت دی جائے گی۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ جائے گا اور وہ سب مکہ مکرمہ سے نکل کر طائف کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ میں پڑاؤ ڈالیں گے اور وہیں رہائش اختیار کرلیں گے۔ لوگوں کی طرف پیغام بھیجیں گے تو وہ لپک لپک کر ان کے پاس پہنچنا شروع ہوجائیں گے۔ جب ایسا ہوگا تو اہل مکہ ان سے جنگ کریں گے‘ اور انہیں پسپا کردیں گے اور مکہ میں آکر مکہ کے امیر کو قتل کرڈالیں گے‘ اور مکہ میں قیام پذیر ہوں گے یہاں تک کہ جب (مکہ اور مدینہ کے درمیان) سفیانی لشکر کو دھنسا دیا جائے گا۔ تو حضرت مہدی علیہ الرضوان کا مسئلہ تقویت پذیر ہوگا اور وہ ظاہر ہوں گے۔

وأخرج (ك) أيضا عن أبي قبيل قال: يبعث السفياني جيشاً فيأمر بقتل كل من كان فيها من بني هاشم فيقتلون ويفترقون هاربين إلى البراري والجبال حتى يظهر أمر المهدي فاذا ظهر بمكة اجتمع كل من شذ منهم اليه بمكة ۔

وأخرج (ك) أيضا عن أبي هريرة قال: يكون بالمدينة وقعة يغرق فيها أحجار الزيت ما الحرة عندها إلا كضربة سوط فيتنحى عن المدينة قدر بريدين ثم يبايع للمهدي ۔

ترجمہ :۔ نعیم بن حمادؒ نے حضرت ابو قبیلؒ سے روایت کیا ہے کہ سفیانی لشکر روانہ کرتے ہوئے حکم

دے گا کہ اس (مدینہ منورہ) میں موجود ہر ہاشمی کو قتل کردیا جائے پس (کچھ) قتل ہوجائیں گے' اور بہت سے جنگلوں اور پہاڑوں میں چلے جائیں گے یہاں تک کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی امامت کا مسئلہ ظاہر ہوجائے گا۔ جب مکہ مکرمہ میں آپ کا ظہور ہوگا تو تمام بچھڑے ہوئے (عقیدتمند) لوگ مکہ مکرمہ میں آپ کے پاس جمع ہوجائیں گے۔ نعیم بن حمادؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک جنگ ہوگی۔ جس (کے نتیجہ میں بہنے والے خون) میں (مدینہ منورہ کا مقام) ''احجار الزیت'' بھی ڈوب جائے گا۔ واقعہ حرہ اس کے مقابلہ میں کوڑے کی ایک چوٹ کے مانند ہے۔ پس وہ مدینہ منورہ سے دو برید کی مسافت (۲۴ میل) دور ہٹ جائے گا۔ پھر مہدی علیہ الرضوان کی بیعت کی جائے گی۔

وأخرج (ك) أيضا عن ابن عباس قال : يبعث صاحب المدينة الى الهاشمين بمكة جيشا فيهزمونهم فيسمع بذلك الخليفة بالشام فيقطع اليهم بعثا فيهم ستمائة غريب فاذا أتوا البيداء فينزلها فى ليلة مقمرة أقبل راعى ينظر اليهم ويعجب فيقول ياويح أهل مكة ماجاءهم فينصرف الى غنمه ثم يرجع فلا يرى أحداً فاذا هم قد خسف بهم فيقول : سبحان الله ارتحلوا فى ساعة واحدة فيأتى منزلهم فيجد قطيفة قد خسف بعضها وبعضها على ظهر الأرض فيعالجها فيعلم أنه قد خسف بهم فينطلق إلى صاحب مكة فيبشره فيقول صاحب مكة : الحمد لله هذه العلامة التى كنتم تخبرون فيسيرون الى الشام ٥

سفیانی لشکر کا خسف

ترجمہ :۔ حضرت نعیم بن حمادؒ نے سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ والئی مدینہ مکہ مکرمہ میں مقیم ہاشمیوں کی طرف لشکر روانہ کرے گا۔ وہ (ہاشمی) اسے شکست دیں گے۔ پس شام کا ایک خلیفہ یہ خبر سنے گا تو ان کی طرف جنگجو دستہ بھیجے گا۔ جس میں چھ سو غریب الوطن افراد ہوں گے وہ دستہ (مکہ و مدینہ کے درمیان) ایک چٹیل میدان میں پہنچ کر چاندنی رات میں قیام کرے گا (اسی اثنا میں) ایک چرواہا آئے گا جو ان لوگوں کو دیکھے گا اور حیرت زدہ ہوکر کہے گا۔ افسوس اہل مکہ پر انہیں ان کی خبر نہیں پہنچی؟ اس کے بعد وہ اپنی بکریوں میں واپس چلا جائے گا۔ وہ پھر واپس ہوگا تو اسے کوئی شخص (وہاں) دکھائی نہ دے گا۔ جبکہ وہ لوگ زمین میں دھنسا دیئے گئے ہوں گے۔ وہ (دل میں) کہے گا' سبحان اللہ (کیا) ایک گھنٹہ میں ہی سارے کوچ کرگئے؟ پھر وہ ان کی قیام گاہ پر آئے گا تو ایک چادر پائے گا جس کا ایک حصہ تو زمین میں دھنسا ہوگا اور ایک حصہ سطح زمین پر باقی رہ گیا ہوگا۔ اسے باہر نکالنے کی کوشش کرے گا (لیکن کامیاب نہ ہوگا) تو اسے یقین ہوجائے گا کہ انہیں تو زمین میں دھنسا گیا۔ اب وہ والئی مکہ کی طرف جائے گا اور اسے خوشخبری دے گا۔ وہ کہے گا الحمدللہ یہ وہ علامت ہے جس کے متعلق تم بتلایا کرتے تھے۔ بعد ازاں وہ لوگ شام کی طرف چلے جائیں گے۔

حافظ محمد اقبال رنگونی، مانچسٹر

مرزا طاہر کی تیرھویں سالانہ بوکھلاہٹ

قادیانی سربراہ مرزا طاہر نے اپنے سالانہ جلسہ کے موقع پر پھر ایک بار علماء کرام اور اہل دین حضرات کو اپنے طعن و تشنیع کا شدید نشانہ بنایا ہے اور دعوی کیا ہے کہ گزشتہ سال قادیانی مخالفین بالخصوص علماء کرام کی بربادی کا سال رہا ہے مرزا طاہر نے پاکستان کی ابتر صورت حال کا ذمہ دار بھی علماء کرام کو قرار دیا ہے (دیکھئے جنگ لندن ۲۹ جولائی ۹۷ء)

اخبار بین حضرات سے یہ بات مخفی نہ ہوگی کہ گزشتہ کچھ عرصہ سے مرزا طاہر اور قادیانی زعماء علماء اور اہل دین کے خلاف مسلسل زہر اگل رہے ہیں ان لوگوں کا کوئی اخباری بیان اٹھالیں آپ دیکھیں گے کہ اسکی تان علماء پر ہی آکر ٹوٹتی ہے۔ جب تک یہ لوگ علماء کو سب و شتم نہ کریں اور ان پر حملے نہ کریں انکی بات پوری نہیں ہوتی قادیانی رسائل و جرائد میں شائع ہونے والے مرزا طاہر کے کسی بیان پر نظر دوڑائیے آپ یہ محسوس کئے بغیر نہ رہ سکیں گے مرزا طاہر مولوی فوبیا کے مرض میں مبتلا ہوگیا ہے اسے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے ہر جگہ مولوی ہی مولوی نظر آنے لگے ہیں شائد ہی کوئی لمحہ ایسا گذرتا ہو جس میں مولوی آگئے مولوی آگئے کے ورد سے اسکی زبان خاموش رہتی ہو

مرزا طاہر کے یہ بیانات اور گزشتہ کچھ عرصہ سے علماء کرام کے خلاف قادیانیوں کی مسلسل آوازیں بتلارہی ہیں کہ علماء کرام کی رد قادیانیت کے سلسلے میں کی جانی والی محنتیں اپنا اثر دکھارہی ہیں اور اب ہندو وپاک ہی نہیں یورپ کے ہر علاقے میں رہنے والوں پر قادیانی عقائد وسیاست کا پردہ اٹھ چکا ہے اور وہ جان چکے ہیں کہ مظلومیت کا رونا رونے والے مظلوم نہیں بلکہ ظالم ہیں اور علماء کرام نے انکے بارے میں جو حقائق وشواہد پیش کئے ہیں وہ اپنی جگہ اس قدر مضبوط ہیں کہ انہیں کوئی چیلنج نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ قادیانیت کے خدوخال سے واقف نہ تھے انہیں اب اسلام اور قادیانیت میں صاف فرق نظر آرہا ہے۔ جو لوگ کسی وجہ سے قادیانیوں کے ہتھے چڑھ چکے تھے وہ اب ایک ایک کرکے واپس اسلام میں آرہے ہیں تعجب ہے کہ مرزا طاہر پھر بھی قادیانیت کا سیاہ چہرہ لوگوں کو دکھانا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہے۔ اور اس سے تو خود قادیانی عوام بھی انکار نہیں کرسکتے کہ اسکے خلاف اندر ہی اندر کس قسم کا لاوا پک رہا ہے اور مرزا طاہر کے خلاف کس

شدت سے بغاوت اور عدم اعتماد کی فضا بن رہی ہے (فاعتبروا یا اولی الابصار) لیجئے یہ خبر پڑھئے احمدی گروپ نے جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر سے مطالبہ کیا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے بد عنوان ناظران سمیت صدر عمومی کو فی الفور برطرف کرو ورنہ خود مستعفی ہوجاؤ اور نیا انتخاب کراؤ ورنہ انقلاب بھی آسکتا ہے احمدیہ گروپ کے اجلاس میں کہا گیا کہ عقل وخرد کا جدید دور ہے مگر مرزا طاہر ایسی کشتی کے ملاح بنے بیٹھے ہیں جسکے بادبان (یعنی ناظران مذکور) بوسیدہ اور چھو ناکارہ ہوچکے ہیں اجلاس میں کہا گیا ہے کہ لوکل انجمن احمدیہ کے صدر عمومی نے غنڈے پال رکھے ہیں جو پولیس کو ساتھ لے کر شہریوں کے گھروں کی عزتوں کو پامال کراتے ہیں علاوہ ازیں محلہ نصیر آباد کے دو گھروں کی عزتوں کی پامالی پر ربوہ پولیس اور صدر عمومی کے خلاف منگل کو احتجاج ہوا (روزنامہ امت کراچی ۲۳ اپریل ۹۷ء)

(نوٹ) مرزا طاہر کے دور میں قادیانیوں پر ظلم وستم کی یہ دکھ بھری داستان پہلی داستان نہیں مرزا طاہر کے باپ مرزا بشیر الدین کا دور قادیانیوں کیلئے اس سے بھی زیادہ عبرت انگیز تھا اسکی شہادت خود قادیان کے لوگ دیتے رہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے معتقدین اور اسکے قریبی ساتھی اس ظلم وستم کے خلاف آواز اٹھاتے رہے تاہم قادیانی سربراہ کا یہ ظلم جاری رہا

یہ وہ پریشان اور اذیت ناک صورت حال ہے جس نے مرزا طاہر کی رات کی نیند اور دن کا سکون برباد کردیا ہے اور وہ اسکی ذمہ داری علماء پر ڈال کر بار بار علماء کے خلاف بیان دے رہا ہے اور ہر سال یہ کہہ کہہ کر اپنے بقیہ مریدوں کو مطمئن کررہا ہے کہ یہ سال بھی مولویوں کی بربادی کا سال ثابت ہوا ہے۔ تاکہ قادیانی عوام کو علماء کے قریب آنے سے روکا جائے اور انہیں قادیانیت اور قادیانی خاندان کے حقیقی روپ کا علم نہ ہوسکے

مرزا غلام احمد قادیانی (۱۹۰۸ء) نے جب یہ اسلام دشمن تحریک شروع کی تھی اور خفیہ طور پر کچھ ایسے منصوبے بنائے تھے کہ جس طرح بھی بن پڑے پوری امت مسلمہ کو آنحضرت ﷺ سے علیحدہ کردیا جائے اسکے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ یہی علماء تھے۔ یہ لدھیانہ کے علماء تھے۔ جو سب سے پہلے مرزا غلام احمد کے مقابلے پر آئے اور پھر دوسروں نے بھی انکا ساتھ دیا۔ یہ علماء کی ہی جماعت تھی جس نے مرزا غلام احمد کی ہر جگہ ناکہ بندی کی اور مسلمانان ہند کو بتایا کہ اس

شخص کا یہ دعوی کہ وہ اسلام کی حمایت میں کھڑا ہوا ہے بالکل جھوٹ ہے یہ درحقیقت استعماری طاقتوں کا ایجنٹ ہے اور اب یہ انکے آلہ کار کے طور پر استعمال ہورہا ہے جس کا مقصد اہل اسلام کو ایک منظم منصوبے کے ساتھ غیروں کی آغوش میں اتارنا ہے اور انہیں اپنے اسلاف سے بالکل بیگانہ کرنا ہے۔ مرزا غلام احمد جب علماء کے آگے بے بس ہوگیا تو اس نے پھر علماء کے خلاف وہی زبان استعمال کی جو اس وقت مرزا طاہر کی ہے اس نے علماء کو گندی گالیاں دیں اور ایک ایک عالم

کو کہیں شیطان ۔ فرعون ۔ ہامان ۔ پلید ۔ خبیث ۔ کہا اور علماء کرام کی جماعت کو بدذات فرقہ مولویاں (انجام آتھم ص ۲۱ حاشیہ) کہکر اپنے دل کی بھڑاس نکالتا رہا ۔ سالہا سال کی ان کوششوں کے باوجود معاشرے میں علماء کی وقعت میں کوئی کمی نہ آئی اسی طرح ادب واحترام کا رشتہ برقرار رہا ان حضرات کی مقتداء حیثیت پر کوئی حرف نہ آیا پوری قوم علماء کو اپنا رہنما اور روحانی پیشوا مانتی رہی اور قادیانیت کے باب میں انہی علماء کے پیچھے پیچھے چلتی رہی یہاں تک کہ وہ وقت بھی آپہنچا کہ اب صرف علماء ہی نہیں پوری قوم قادیانیوں کے کفروارتداد پر متفق ہوئی اور علماء کرام کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز زیر زمین دفن ہوکر رہ گئیں اور لاکھ کوششوں کے باوجود ان کی مقتدا حیثیت اسی طرح برقرار رہی ۔

کیا قادیانی عوام اس بات سے بے خبر ہونگے کہ مرزا غلام احمد نے ایک مولوی ہی کے مقابلہ پر خدائی فیصلہ مانگا تھا اور سچے اور جھوٹے میں فرق کرنے کیلئے موت کو حد فاصل بنایا تھا دنیا نے دیکھا کہ قادیانی سربراہ ایک مولوی ہی کے سامنے پوری طرح بے بس ہوا اور وہی موت مرا جو اس نے مولوی کے لئے مانگی تھی ۔

مرزا طاہر کے باپ مرزا بشیر الدین کی پوری زندگی گواہ ہے کہ علماء کے آگے اسکی ایک نہ چلی ۔ فاتح ربوہ مولانا منظور چینیوٹی نے اسے بارہا میدان مناظرہ ومباہلہ میں بلایا مگر مجال ہے کہ اس نے کبھی اس کی ہمت کی ہو اسی ذلت ورسوائی کے ساتھ وہ بھی دنیا سے رخصت ہوا

مرزا ناصر کی پاکستان اسمبلی میں تاریخ ساز شکست بھی علماء کے ہاتھوں ہوئی اور دنیا نے دیکھا کہ قادیانی رہنما کس طرح علماء کے آگے خاموش کھڑا ہے اور نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کا مصداق بنا ہوا ہے اسمبلی میں علماء کرام ہی تھے جنھوں نے قادیانیت کو اسکے حقیقی روپ میں دکھایا اور ہر منصف مزاج شخص یہ ماننے پر مجبور ہوا کہ علماء کی کہی بات سچ ہے قادیانیت کا نہ اسلام سے کوئی رشتہ ہے اور نہ یہ لوگ پاکستان کے حق میں مخلص ہیں

مرزا طاہر نے جب سے قادیانی سربراہی سنبھالی ہے بجائے اسکے کہ وہ اپنے سابق رہنماوں کی ذلت ورسوائیوں اور علماء کے مقابلے پر آنے کے انجام بد سے سبق حاصل کرتا اس نے علماء کے خلاف بدزبانیاں شروع کردیں قادیانی تاریخ کا سیاہ ترین دن مرزا طاہر کے دور کا ہے جب اس نے علماء اور مشائخ کو مباہلے کا چیلنج دیکر رسوائیوں کا طوق اپنے گلے ڈال لیا ۔ یورپ کے قادیانیوں نے دیکھا کہ علماء نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر مرزا طاہر کے اس چیلنج کو قبول کیا اور اسے میدان مباہلہ میں آنے کی دعوت دی ۔ یہ دعوت رجسٹری خطوط ۔ اشتہارات اور اخباری بیانات میں صاف دیکھی جاسکتی ہے ۔ مگر مرزا طاہر کو سامنے آنے کی جرات نہ ہوئی کیونکہ اسے معلوم ہے کہ علماء کے مقابل آنے والی ہر جماعت کا حشر ذلت ناک ہوا ہے ۔ قادیانی عوام جب اپنے رہنما کی اس تاریخ

ساز شکست کو سوالیہ نظروں سے پوچھتے ہیں تو انہیں کس طرح چپ کرایا جاتا ہے اسے بھی دیکھتے جائیں اس سے آپ خود اندازہ کرسکیں گے کہ مباہلے کے یہ سال کس پر بھاری رہے اور یہ سال کس کی بربادی کا سال ثابت ہوا۔ مرزا طاہر کہتا ہے

مباہلہ کے نام سے انکی جان نکلتی ہے اور کہتے ہیں کہ احمدی بھاگ رہے ہیں بے وقوفی کی حد ہے مباہلہ کا تو میں نے چیلنج دیا تھا ہم کیسے بھاگ رہے ہیں چیلنج میں نے دیا ہے اور بھاگ میں گیا ہوں وہ تو سب جگہ مشتہر پڑا ہوا ہے۔ (الفضل لندن ۲۸ فروری ۹۷ ص ۷)

قادیانی گروہ میں اگر کوئی پڑھا لکھا شخص موجود ہے تو وہ مرزا طاہر کی مذکورہ بات پر غور کرے۔ اور بتائے کہ گزشتہ ۔۔۔ سالوں سے کون بھاگ رہا ہے۔ اور علماء کے مقابل آنے سے کس کی جان نکلتی ہے۔ پھر جن مقامات پر نادان قادیانی مبلغوں نے علماء کرام اور عام مسلمانوں سے واقعی مباہلہ کیا تو اسکا انجام کیا ہوا اسے مرزا طاہر سے زیادہ اور کون جان سکتا ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود مرزا طاہر یہ کہتے نہیں شرماتا کہ یہ سال مولویوں کی بربادی کا سال ہے۔

مرزا طاہر اپنے عوام کو بار بار آنحضرت ﷺ کی ان احادیث (جنکی صحت وضعف یا جنکا موضوع ہونا اس وقت زیر بحث نہیں) سے علماء کے خلاف زہرفشانی کرتا ہے جن میں آپ نے علماء سوء سے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے اور انکے بارے میں سخت وعیدیں سنائی ہیں۔ کسی مسلمان کو ان احادیث سے انکار نہیں (اگر وہ پایہ صحت کو پہنچ رہی ہیں) لیکن سوال یہ ہے کہ کیا پوری امت میں علماء حق نہیں رہے۔ کیا پوری دنیا علماء حق سے خالی ہوچکی ہے؟۔ کیا ایک بھی عالم دین ایسا نہیں رہا جو حق کی آواز ہو۔ کیا آنحضرت ﷺ نے علماء حق کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ مرزا طاہر کی کوشش ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے مسلمانوں کے دلوں سے علماء کا احترام نکال باہر کرے۔ یہ کوششیں ماضی میں بھی ہوتی رہیں مگر نہ وہ کامیاب ہوئے اور نہ مرزا طاہر کامیاب ہوگا۔ علماء حق قیامت تک رہیں گے جو حق وباطل کے درمیان فرق واضح کرتے رہیں گے اور ہر دور کے استعماری طاقتوں کے ایجنٹوں اور انکے آلہ کار جماعتوں کو بے نقاب کرکے امت مسلمہ کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے

مرزا طاہر علماء کرام کی کوششوں سے اب اس قدر تنگ آگیا ہے کہ اس نے اپنے مریدوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ان مولویوں کے خلاف ایسی موت کی بددعا کریں جیسی ایک ہندو پنڈت لیکھرام کی ہوئی تھی۔ قادیانی ہفت روزہ الفضل کے اداریے میں بار بار ان باتوں کو دہرایا جارہا ہے۔ جس سے یہ سمجھنا بھی کچھ مشکل نہیں کہ پاکستان کے سیاسی حالات اور علماء کرام کے قتل اور دہشت گردی کی ان واردات کے پیچھے کس کا ہاتھ ہوسکتا ہے؟ یاد رہے کہ لیکھرام کی موت قتل کے ذریعہ ہوئی تھی۔ جس میں مرزا غلام احمد کا نام بھی رپورٹ میں درج کرایا گیا تھا۔ پاکستان کے

موجودہ حالات پر ہر مسلمان کو افسوس ہے مگر اسے مرزا طاہر کے مباہلہ کا نتیجہ قرار دینا ہرگز صحیح نہیں ہے ۔ چھری سے قتل ہونا یا بندوق کی گولی سے مارا جانا یہ کوئی انوکھی موت نہیں ہے کہ جسے مرزا طاہر مباہلہ کی زد میں آنے والے مخالفین کا نام دیکر ان کی موت پر بغلیں بجائے ۔ اور عام مسلمانوں کو علماء سے دور کرنے کیلئے دن رات جھوٹ بولے

ہم پھر ایک بار مرزا طاہر کو یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ علماء حق سے ٹکرانے کا انجام جلد یا بدیر عبرتناک ہوتا ہے ۔ تاریخ اسکی گواہ ہے ۔ بیان بازی سے اپنے عوام کو تو خوش کیا جاسکتا ہے لیکن حقیقت مسخ نہیں ہوسکتی ۔ بہتر ہے کہ مرزا طاہر علماء سے ٹکرانے کی روش ترک کریں ۔ آئیں اسلام کا دامن تھامیں ۔ علماء حق کی جماعت میں شامل ہوجائیں ۔ اور اگر اب بھی انہیں قادیانیت کے حق پر ہونے اور اسلام کے (معاذ اللہ) باطل پر ہونے کا یقین ہے تو مباہلہ کے میدان میں آکر اس حقیقت کا بھی مشاہدہ کرلیں ۔ ہم ان قادیانیوں سے جنہوں نے قادیانیت کو کسی مجبوری اور دباؤ کے تحت نہیں بلکہ سچا مذہب سمجھتے ہوئے قبول کیا ہے ہم ان سے بھی کہیں گے کہ وہ اپنے رہنما کو میدان میں لائیں اور پھر دیکھیں کہ سوسال کا یہ جھگڑا کس طرح حل ہوتا ہے ۔ مباہلہ میدان میں آمنے سامنے ہوتا ہے گھر بیٹھے نہیں گھر بیٹھے تعالوا مباہلے کیلئے ایک پکار ہے اور اس میں سامنے آنے کی دعوت ہے یہ نص قرآن ہے ۔ دعا کو مباہلہ کا نام دینا کسی پڑھے لکھے شخص کا کام نہیں ہے نہایت افسوس کا مقام ہے کہ قادیانیوں میں کوئی ایسا شخص نہیں جو مرزا طاہر کو اس کے غلط موقف پر ٹوکے ۔ (وما علینا الا البلاغ ۔ ۴ اگست ۹۷ء)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"لارنس آف پاکستانیہ"

جولائی 1998ء میں سٹینفورڈ یونیورسٹی (کیلی فورنیا) امریکہ میں سات روزہ "اتحاد بین الادیان کانفرنس" منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر سے تقریباً 300 کے قریب خواتین و حضرات شریک ہوئے۔ اس کانفرنس کے روح رواں ولیم سوئنگ تھے جو کیلی فورنیا کے بشپ ہیں۔

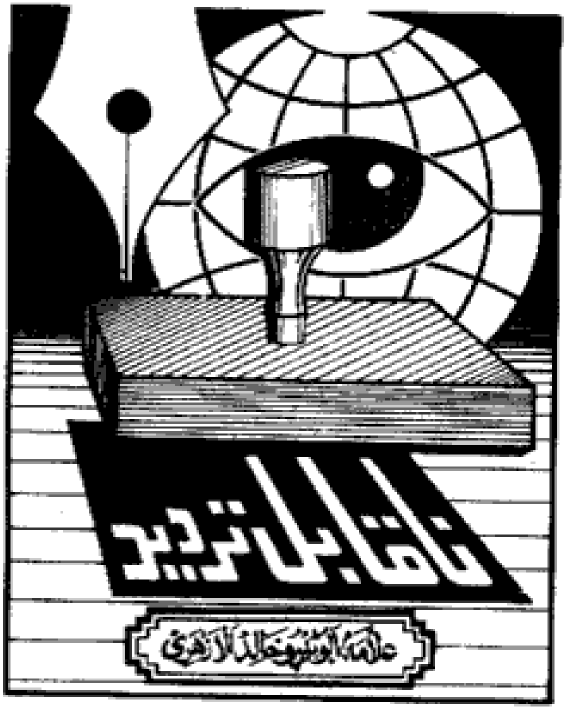

بشپ کے بقول انہوں نے خواب میں حضرت عیسیٰ کو دیکھا جو انہیں تلقین کر رہے تھے کہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کو قریب لاؤ تاکہ وہ مستقبل میں امن و آشتی اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے سرگرم عمل ہوں۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد' بشپ ولیم سوئنگ نے 1995ء میں اقوام متحدہ کی طرز پر "ادیان متحدہ" (یونائیٹڈ ریلیجنز) کے نام سے تحریک کا آغاز کیا جس کی پہلی کانفرنس اسی سال (1995ء) سان فرانسسکو میں منعقد ہوئی۔ اقوام متحدہ کا قیام بھی یہیں عمل میں آیا تھا۔ اتحاد ادیان کی کانفرنس ہر سال منعقد ہوتی ہے۔ بشپ ولیم سوئنگ چند سال پیشتر لاہور تشریف لائے تو ان کی ملاقات قاضی حسین احمد' ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک اور ڈاکٹر رشید جالندھری سے ہوئی۔ ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک اور ڈاکٹر رشید جالندھری نے ان کے خیالات سے اتفاق کیا جبکہ قاضی حسین احمد نے نہ صرف ان کی خیالات سے اختلاف کیا بلکہ ان کے ساتھ تصویر بھی بنوانے پر رضامند نہ ہوئے۔ قادیانیت کے بعد اس دوسری خودکاشتہ تحریک کو کامیاب بنانے کے لیے دنیا کی مختلف شخصیات کام کر رہی ہیں۔ جن میں برطانیہ کے پرنس چارلس' ان کے والد ڈیوک آف ایڈنبرا' اردن کے پرنس حسن' آسٹریلیا کے بشپ' رومن کیتھولک سمیت امریکہ اور اسرائیل کے یہودیوں کی نمایاں شخصیات شامل ہیں۔ اس تحریک میں مختلف مذاہب اور ان کے فرقوں کو شامل کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ بہائی' پارسی' سکھ' ہندو' قادیانی اور بدھ مت کے پیروکار بھی۔ یہ تحریک نیو ورلڈ آرڈر کا ایک حصہ ہے جس کا واحد مقصد اسلام کو روکنا ہے جو یورپ میں ایک بہت بڑی قوت بن کر پھیل رہا ہے۔ پاکستان میں یہ باطل تحریک کامیاب بنانے کے لیے دو شخصیات کا انتخاب کیا گیا۔ ایک ریٹائرڈ جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال اور دوسرے منہاج القرآن کے پروفیسر طاہر القادری۔

جسٹس جاوید اقبال کے گمراہ کن نظریات و افکار سے کون ناواقف ہے؟ موصوف اسلام کی جو تشریح کرتے ہیں' وہ اسلام دشمن طاقتوں کے مقاصد کو کماحقہ پورا کرتی ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال قانون توہین رسالت' قادیانی صدارتی

آرڈیننس' حدود آرڈیننس' قانون شہادت' قانون قصاص و دیت اور کسی بھی جرم میں موت کی سزا کے نہ صرف خلاف ہیں بلکہ ان کو ختم کروانے کے لیے سرگرم عمل بھی ہیں۔ پاکستان میں اس باطل تحریک کے دوسرے پرجوش سرپرست جناب پروفیسر طاہر القادری ہیں جن کا موقف ہے کہ قرآن پاک' اسلام' عیسائیت اور یہودیت میں تعاون کی بات کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں گزشتہ دنوں پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام مسلم عیسائی قائدین کی گول میز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں "مسلم عیسائی ڈائیلاگ فورم" کے نام سے ایک تنظیم قائم کی گئی جس کا پہلا کنوینر پروفیسر طاہر القادری کو منتخب کیا گیا جبکہ ڈپٹی کنوینر بشپ سیموئیل رابرٹ عزرایا ہوں گے۔ باقی ممبران میں عیسائیوں کی طرف سے فادر جیمز' چنن' پروفیسر آرتھ جیمز اور مسلمانوں کی طرف سے مرکزی جماعت اہل حدیث کے امیر حافظ زبیر احمد ظہیر' منہاج القرآن کے امیر مسکین فیض الرحمٰن اور میجر آفتاب احمد خاں لودھی کو فورم میں شامل کیا گیا ہے۔

دریں اثناء کانفرنس کی صدارت پروفیسر طاہر القادری نے کی جبکہ اس میں بشپ بوناویئر' مسٹر آرتھر جیمز' بشپ سموئیل رابرٹ عزرایا' گروپ کیپٹن (ر) سیسل چودھری' کنول فیروز' شہباز بھٹی' یونس راہی' پیٹر جیکب' الحاج سلیم شیخ' چودھری محمد شریف' میجر (ر) آفتاب لودھی' آفتاب مغل' نوید عالم' افتخار علی کلچہ' پرویز اسلم چودھری' ایکا فرانس' روزینہ دران' مس مونالیزا' ایڈگر بی را' ڈاکٹر جارج ولیم' ریونڈر فادر جیمز' علامہ زبیر احمد ظہیر اور جان سموئیل نے شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر طاہر القادری نے کہا کہ "آج پاکستان کے عیسائیوں کے نمائندوں نے مجھے اس فورم کا سربراہ نامزد کیا ہے اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کے حقوق کے لیے اسی طرح جنگ لڑوں گا جیسے کہ وہ خود اپنے حقوق کی خاطر لڑتے ہیں"۔

گول میز کانفرنس کے اختتام پر طاہر القادری نے بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ عرصہ دراز سے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان معاشرے میں مذہبی انتہا پسندوں کی وجہ سے جو فضا پیدا ہو گئی تھی' اس سے غیر مسلم بھائیوں میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ اس میں حکمرانوں کی پالیسیوں کی وجہ سے مزید تحفظات و خدشات پیدا ہو رہے تھے۔ ہم نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان اتحاد و یگانگت کو فروغ دینے کے لیے بات چیت کا آغاز کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا آج کی گول میز کانفرنس میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر ملک کی بقاء کے لیے اب تک غیر مسلم پاکستانی باشندوں کی قربانیاں برابر کا درجہ رکھتی ہیں اور ملکی آئین کے مطابق انہیں تمام حقوق یکساں حاصل ہیں۔ اس لیے اس فورم کا قیام "میثاق مدینہ" کے عظیم معاہدہ اور ایثار کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ "ایم سی ڈی ایف" نہ صرف پاکستان بلکہ عالمی سطح پر بھی مسلم عیسائی اتحاد اور امن کے لیے بھرپور کوشش کرے گا۔

کانفرنس میں نو نکاتی قرارداد بھی منظور کی گئی۔ ایک قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ جداگانہ طرز انتخابات کو ختم کیا جائے۔ ایک دوسری قرارداد میں کہا گیا کہ فورم شریعت بل کو مسترد کرتا ہے۔ 1973ء کے آئین کی موجودگی میں اس شریعت بل کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس فورم کی کوریج کے لیے قومی پریس کے علاوہ غیر ملکی میڈیا ٹیمیں بھی آئی ہوئی تھیں۔ بی بی سی' رائٹر' زی ٹی وی اور سٹار ٹی وی نے بھی گول میز کانفرنس اور طاہر القادری کی پریس بریفنگ کی کوریج کی۔ گول میز کانفرنس کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں انجیل کی تلاوت بھی کی

گئی۔ کرسچین لبریشن فرنٹ کے سربراہ شہباز بھٹی نے کانفرنس کے دوران اتحاد و امن کے حوالے سے قرآن مجید کی متعدد آیات پڑھ کر جبکہ پروفیسر طاہر القادری اور میجر (ر) آفتاب لودھی نے انجیل کی متعدد آیات پڑھ کر کانفرنس کے شرکاء کو حیران کر دیا۔

اقلیتی حق پرست پارٹی نے ''مسلم کرسچین ڈایالاگ فورم'' میں شمولت سے انکار کر دیا۔ اقلیتی حق پرست پارٹی کے چیئرمین پطرس غنی نے اپنے رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بائبل کو ''سٹوری بک'' کہنے والوں سے کسی قسم کا اتحاد یا تعاون ممکن نہیں۔ انہوں نے کہا کہ کرسچین لبریشن فرنٹ یا نیشنل کرسچین پارٹی کی فورم میں شمولیت کو اقلیتی جماعتوں کا فورم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ انہوں نے مخلوط طریقہ انتخاب کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ درحقیقت یہ طریقہ انتخاب چور دروازے سے اقتدار حاصل کرنے کا راستہ ہے۔

جناب طاہر القادری کے بارے میں لاہور ہائی کورٹ کے جج جناب جسٹس اختر حسن نے 8 اگست 90ء کو ''فائرنگ کیس'' میں اپنے ریمارکس دیتے ہوئے کہا تھا کہ ''وہ ایک محسن کش، ناشکرا، خودغرض، جھوٹے، دولت کے پجاری، خودپرست اور شہرت کے بھوکے انسان ہیں'' انہیں ''مذہبی خوابوں کا شہزادہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ کئی سال پہلے انہوں نے سیکولرازم کا نعرہ لگانے والی، افغان جہاد کو فساد کہنے والی اور قادیانی نواز جماعت تحریک استقبال اور اہل تشیع کی تحریک نفاذ فقہ جعفریہ سے اتحاد کیا تھا۔ حال ہی میں انہوں نے پیپلزپارٹی سے اتحاد کیا اور فرمایا کہ ہم نے اسلامی نظام کے لیے پیپلزپارٹی سے اتحاد کیا ہے۔ اب اسلام دشمن قوتوں نے ان میں مرزا قادیانی ایسی ''خصوصیات'' دیکھ کر ان سے ''اتحاد بین الادیان'' کا پرکشش نعرہ لگوایا ہے۔ اتحاد ادیان ایک پرفریب، خطرناک اور ناپاک دعوت ہے۔ کیونکہ حق و باطل میں اختلاط ممکن ہی نہیں۔ روئے زمین پر اسلام سے بڑھ کر کوئی سچا مذہب نہیں ہے۔ یہ تمام دوسرے مذاہب، شرائع اور ادیان کا خاتم ہے۔ اسی طرح قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری اور مکمل کتاب ہے۔ جو اپنے سے قبل تمام کتب سماویہ تورات، زبور، انجیل وغیرہ کو منسوخ کرنے والی ہے۔ انجیل جو تبدیل شدہ اور منسوخ کتاب ہے، قرآن کے مقابلہ میں اس کی تلاوت کروانا ''مصطفوی انقلاب'' کے داعیوں کا ہی حوصلہ ہو سکتا ہے۔ حضور نبی کریمؐ نے ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھ میں تورات کا ایک کاغذ دیکھا تو غصہ میں آ گئے۔ فرمایا ''اے خطاب کے بیٹے میرے بارے میں شک میں ہو؟ کیا میں اس شریعت کو روشن و سفید لے کر نہیں آیا۔ اگر آج میرے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا'' ایک اور موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اس امت میں کسی یہودی یا عیسائی نے میری اس دعوت کو سنا جو میں لے کر آیا ہوں پھر میری رسالت پر ایمان نہ لایا تو وہ دوزخی ہے''۔ ان احادیث کی روشنی میں اتحاد ادیان کی دعوت، اسلام کو کمزور کرنے اور اہل اسلام کو مرتد جماعتوں میں شامل کرنے کی ناپاک سازش ہے۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسی کانفرنس وغیرہ میں شرکت کرے یا اسے مسلمانوں میں رائج کرے۔ جہاں تک مخلوط انتخابات کے مطالبہ کا تعلق ہے، اہل فکر جانتے ہیں کہ یہ اسلام دشمن طاقتوں کا دیرینہ مطالبہ ہے۔ مخلوط انتخاب آئین کے آرٹیکل 51 اور 106 کے صریحاً خلاف ہے۔ اس کے علاوہ یہ آرٹیکل 2، A-2 اور 227 کے بھی خلاف ہے۔ کسی بھی اقلیتی

نمائندہ کو مسلمانوں کے حلقہ انتخاب سے الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ لاکھوں مظلوم مسلمانوں کی لازوال قربانیوں کے نتیجے میں معرض وجود میں آنے والا وطن عزیز پاکستان آج طاہر القادری کی زد میں ہے۔ قیام پاکستان سے قبل مسلمانان ہند نے قائد اعظم کی قیادت میں جس اہم مطالبے کو انگریز حکومت اور ہندوؤں سے تسلیم کروایا' وہ جداگانہ طرز انتخاب کا مطالبہ تھا۔ جداگانہ طرز انتخاب کا یہی مطالبہ بعد ازاں قیام پاکستان کی بنیاد بنا۔ اس ضمن میں جناب طاہر القادری کا موقف یہ ہے کہ "مخلوط طرز انتخاب" اپنایا جائے۔ ہر پاکستانی اچھی طرح جانتا ہے کہ 1970ء کے انتخابات مخلوط بنیادوں پر منعقد ہوئے تھے اور مشرقی پاکستان کی ایک اقلیت نے عوامی لیگ کی کامیابی میں اہم کردار ادا کیا تھا جس کے بعد یہ ملک ٹوٹ گیا جس پر اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ "آج ہم نے دو قومی نظریہ کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے" طاہر القادری صاحب یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ مخلوط طرز انتخابات ملک کو مزید ٹکڑے کرنے کا باعث بنیں گے لیکن پھر بھی ان کا اس موقف پر برقرار رہنا قابل حیرت ہے۔ طاہر القادری صاحب کی پاکستان ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کی یہ خواہش محب وطن افراد کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔

1973 کے آئین کی رو سے غیر مسلموں کو صرف 6 اور چاروں اسمبلیوں میں کل 9 نشستیں دی گئی تھیں جبکہ 8 ویں آئینی ترمیم کے بعد انہیں قومی اسمبلی میں 10 اور صوبائی اسمبلیوں میں 23 نشستیں مل گئی ہیں۔ دنیا کی کسی بھی جمہوریت میں ایک فرد کو' بیک وقت ایک ہی اسمبلی کے لیے دو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ مخلوط طرز انتخاب کا مطالبہ قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے کی سازش ہے۔ اب وہ خود کو مسلمان ظاہر کر کے مسلم نشستوں پر الیکشن لڑ کر قانون ساز اسمبلیوں میں اسلام کے خلاف قانون سازی کریں گے جو ہر مسلمان کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

مسلم عیسائی فورم کا آئندہ اجلاس 30 جنوری 1999ء کو بشپ سموئیل عزرایا کی رہائش گاہ پر ہوگا۔ اس اجلاس میں قانون توہین رسالت ﷺ کو ختم کرنے اور قرآن مجید اور انجیل کو ایک ہی جلد میں اکٹھے شامل کرنے پر غور ہوگا۔ جناب طاہر القادری کو معلوم ہونا چاہیے کہ امت مسلمہ نے نامساعد حالات کے باوجود ہمیشہ اپنے خون جگر سے اسلام کی حفاظت کی ہے اور کبھی ایسی چیز کو برداشت نہیں کیا جس سے اس کی عظمت پر ذرا سا بھی حرف آئے۔ اگر کوئی "نابغہ عصر" یہ سمجھتا ہے کہ وہ چہرے پر تقدس کی علامات کا فائدہ اٹھا کر اسلام دشمن قوتوں کے پروگرام کو عملی جامہ پہنا دے گا تو یہ اس کی حماقت ہے۔ کوئی عقل اسے ممکن العمل قرار نہیں دے سکتی۔ جو کوئی ایسا سوچے گا' وہ دور حاضر کا سب سے بڑا "شیخ چلی" ہوگا۔ ہم جناب طاہر القادری کی خدمت میں عرض کریں گے کہ وہ اس بین الاقوامی سازش کا شکار نہ ہوں۔ امت مسلمہ پہلے ہی لاتعداد فتنوں کی زد میں ہے۔ بین الاقوامی میڈیا پر آنے کی جنونی خواہش اپنی جگہ مگر آپ کے "لارنس آف پاکستانیہ" بننے سے اسلام اور پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا۔ مستقبل کا غیر جانبدار مورخ آپ کی ان مذموم سرگرمیوں کا تذکرہ کرے گا تو وہ آپ کی رہزن قیادت پر نہ صرف ششدر ہوگا بلکہ لکھنے پر مجبور ہوگا کہ

اجڑا ہے یوں چمن کہ گزرا ہے یہ گماں
اس کام میں شریک کہیں باغباں نہ ہو

مرزا قادیانی کا دعویٰ مسیحیت اور اس کا انجام

مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

ناظرین کرام! یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ جناب مرزا غلام احمد قادیانی اپنے تمام تر دعووں میں سوفیصد کاذب اور مفتری علی اللہ ہے۔ اسی لئے وہ ہر بات اور ہر دعوئی میں قدم قدم پر تضاد و تناقض کا شکار نظر آتا ہے ایک دعوئی کو مختلف اور رنگارنگ انداز میں پیش کرتا ہے اب ذیل میں آپ اس کے دعوئی مسیحیت کے متعلق اس کا ایک انوکھا انداز ملاحظہ فرمایئے جناب مرزا لکھتے ہیں کہ:۔

میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریمؑ آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا۔ کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسُول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا۔ بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین میں شائع کیا لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہوگئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کرکے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین میں لکھ دیا تھا۔ اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کرکے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات **قطعیۃ الدلالت** سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اس امت میں سے آئے گا اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی اس طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی **قطعیۃ الدلالت** آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کردیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہوں اور مجھے اسبات کی ہرگز تمنا نہ تھی میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے جانتا نہ تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے اس نے گوشہ تنہائی سے مجھے جبراً" نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اس نے کہا کہ میں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ بس اس خدا سے پوچھو کہ ایسا تونے کیوں کیا۔ میرا اس میں کیا قصور ہے کہ اس طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے وہ خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے

دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور جیسا کہ میں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں ان سے بھی ظاہر ہوتا کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے میں خدا تعالیٰ کی تیئس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔

(حقیقتہ الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰ خزائن ص ۱۵۳، ۱۵۴ ج ۲۲)

تبصرہ و تجزیہ:-

ناظرین مندرجہ بالا طویل اقتباس قادیانیت کی تمام تفصیل اور حقیقت اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس میں مرزا صاحب کے دونوں دعووں (مسیحیت اور نبوت) کی حقیقت اور ان کا پس منظر نہایت وضاحت سے ظاہر کر دیا گیا۔ تفصیل اس کی یوں ہے کہ

مذکورہ بالا اقتباس میں مرزا صاحب نے خود اعتراف کیا ہے کہ

۱۔ ابتداء میں میرا عقیدہ دربارہ رفع و نزول مسیح جمہور اہل اسلام کے ساتھ متفق تھا۔

۲۔ دربارہ نبوت بھی میرا عقیدہ ملتہ اسلامیہ کے مطابق تھا۔

۳۔ پھر مجھے یہ عہدے اور منصب میری چاہت اور خواہش پر نہیں بلکہ مجھ پر جبرا" ٹھونسے گئے۔ ورنہ میں تو ذاتی طور پر گوشہ گمنامی میں ہی جینا اور مرنا چاہتا تھا۔

۴۔ آنجہانی نے دعویٰ مسیحیت کے متعلق لکھا کہ پہلے مجھے باوجود عیسیٰ مسیح کا خطاب ملنے کے بھی اس سے پہلو تہی کرتا رہا اور اپنی وحی کو تاویل کے کھاتے میں ڈالتا رہا مگر پھر مسلسل بار بار مثل بارش کے ۱۲ سال آمد وحی کے رد عمل میں میں مجبورا" مسیحیت کے دعویٰ کے لئے تیار ہوا۔

۵۔ اس طرح دعویٰ نبوت کے سلسلہ میں بھی میں مسلسل تیئس برس شبہ و تردد اور تاویل و التواء کے چکر میں رہا۔ بالآخر بارانی وحی کے نتیجہ میں میں دعویٰ نبوت کے لئے کھڑا ہو گیا۔

یہ ہے خلاصہ اقتباس بالا کا جو کہ سراسر دجل و فریب اور کذب و افتراء نیز جہالت و حماقت کا مرقع ہے اس لئے کہ:-

۱۔ یہ تمام ہیرا پھیری محض ڈرامہ بازی ہے۔ آنجہانی نے تو خود ہی یہ بات واضح کر دی تھی کہ میری دعوت کے مشکلات میں سے وحی۔ رسالت اور مسیح موعود کا دعویٰ کرنا ہے۔ (براہین پنجم ۵۶) یعنی مرزا صاحب کا ایک خاص مشن تھا۔ ایک ھدف تھا ایک مقصد تھا۔ جس کے حصول کے لئے یہ دعاوی بطور اسباب و وسائل اختیار کئے گئے کیونکہ اس لبادہ کے بغیر امت مسلمہ میں اس کا مشن اور تحریک ایک قدم بھی نہ چل سکتی تھی وہ مقصد تھا عالمی صیہونی دین و دشمن لابیوں کی ایجنٹی بذریعہ حرمت جہاد اور استعماریت کی ترویج و نفاذ جس کی وضاحت و صراحت حوالہ مذکورہ بالا کے علاوہ بھی مزید بیشتر مقامات پر آنجہانی نے خود ہی کر دی ہے۔

۲۔ مندرجہ بالا بیان کہ اول میں نے امتہ مسلمہ کی موافقت میں نزول مسیح کا ہی اقرار و اعتراف کیا تھا اور اپنی

اس وحی کی مسلسل بارہ برس تک (اعجاز احمدی ص۷) تاویل کرتا رہا حتیٰ کہ مجھے جبراً اس منصب پر قائم کر دیا گیا اور نبوت کے سلسلہ میں تئیس برس تک میں اسی شک و تردد کی دلدل میں پھنسا رہا تا آنکہ مجھے بارانی وحی نے دعوئی نبوت پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ یہ بات مرزا محمود نے بھی حقیقتہ النبوۃ ص ۱۴۲ پر درج کی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تاریخ انسانی میں تقریباً سوا لاکھ نبی تشریف لائے تو کیا کوئی اتنی مجبوری میں بھی مبعوث ہوا۔ کہ پہلے مدت تک وہ باقاعدہ عدم نبوت کا اعلان و اقرار کرتا رہا ہو پھر مسلسل اور جبری وحی کے نتیجہ میں دعوئی رسالت کے لئے تیار ہوا ہو۔ نیز یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ مرزا صاحب کی کل عمر صرف ۶۸ سال ہے جس میں سے تئیس سال اس کو سمجھاتے اور مجبور کرتے گزر گئے باقی صرف چند سال تبلیغ رسالت میں گزرے تو جن انبیاء کی عمریں صدیوں پر محیط ہوتی تھیں ان کو تیار کرتے ہوئے دو تین یا چار صدیاں لازماً درکار ہوں گی مگر ہم صرف چند سال کا مطالبہ کرتے ہیں کہ سابقہ بڑے بڑے جلیل الشان انبیاء نوحؑ ابراہیمؑ موسیٰؑ وغیرہ ہوئے ہیں ان میں سے کوئی بھی چند سال امر رسالت سے بچتا رہا ہو۔ حالانکہ مرزا صاحب باوجود ان انبیاء کے مثیل و ہمنام ہونے کے اور ان تمام مقدسین کے جامع کمالات ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ پھر جب یہ چوتھائی صدی تک اڑی کرتے رہے تو سابقہ کے لئے کافی طویل مدت چاہئے تھی تو بتایئے کہ ان مقدسین میں سے کوئی بھی فریضہ رسالت کی ادائیگی میں چند سال بھی باز رہا ہو۔ کوئی ایک مثال پیش کیجئے۔

آنجہانی ہم سے ہر بات میں (معراج جسمانی اور رفع جسمانی) نظیر و مثال طلب کرتے ہیں۔ اب ذرا خود بھی اپنے اس ڈرامے کی ایک آدھ مثال پیش فرمائیں۔ کہ اللہ نے کسی کو فریضہ رسالت سونپنے کا ارادہ فرمایا ہو پھر اس کو چند مرتبہ پیغام بھی بھیجا ہو۔ کہ تم خدا کے نبی ہو اٹھو لوگوں کو راہ راست پر آنے کی تلقین کرو۔ مگر وہ اس وحی کے مفہوم کو ہی نہ سمجھے اور اس کی تاویل ہی کرتا چلا جائے حتیٰ کہ پھر مسلسل ایک مدت تک اس پر بارش کی طرح (عجیب اصطلاح ہے) وحی کی جائے کہ اٹھو۔ اٹھو۔ اٹھو۔ پھر وہ باامر مجبوری تبلیغ حق کے لئے تیار ہو۔ ایسی کوئی ایک مثال ہی پیش کر کے قادیانی مسیحیت و نبوت کی لاج رکھ لی جائے میرا چیلنج ہے کہ تاریخ رسالت میں کوئی قادیانی اور اس کے ہمنوا ایک مثال بھی پیش نہیں کر سکتے اور میرا یہ بھی چیلنج کہ مرزا قادیانی اپنے ہر دعویٰ میں سو فیصد کذاب۔ دجال اور مفتری ہے اسکو کوئی وحی نہیں آئی ہاں **لیوان الشیطین لیوحون الی اولیئھم۔** والی وحی ضرور آتی رہی ہوگی مگر اس میں رتی بھر حقانیت نہیں ہوتی۔ وہ تو محض فراڈ اور مسخرہ پن ہوتا ہے۔ مرزا صاحب اصل اور نقل میں امتیاز نہ کر سکے۔ اس لئے اتنی خرابی میں الٹیاں پلٹیاں کھاتے رہے۔

ویسے شیطانی وحی کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرما دی ہے۔ کہ

ھل انبئکم علی من تنزل الشیطین۔ تنزل علی کل افاک اثیم

ترجمہ۔ کیا ہم نہ بتائیں کہ شیاطین کس قماش کے لوگوں پر وحی لاتے ہیں۔ تو سنئے کہ شیاطین ہر ایک بہتان باز جرائم پیشہ اور بدکردار لوگوں پر الٹے سیدھے پیغام لے کر اترتے ہیں تو چونکہ جناب قادیانی بھی اس قماش کا آدمی تھا کہ دین و ملت سے غداری کرتے ہوئے اس نے مختلف الٹے سیدھے دعوے شروع کر دیئے کہ مجھے خدا نے یہ کہا ہے وہ کہا ہے تو فوراً ایک خصوصی ٹیم مرزا صاحب پر مسلط کر دی گئی۔ کوئی ٹیچی ہے تو کوئی

مٹھن لال۔ کوئی شیر علی ہے تو کوئی خیراتی صاحب کوئی درشنی ہے تو کوئی انگریزی میز کرسی والا فرشتہ۔ وغیرہ گویا یہ ایک ابلیسی مسخروں کی باقاعدہ ٹیم تھی۔ جو اس کو مختلف انداز میں انگلیوں پر نچاتی رہی۔ کوئی پنجابی وحی آ رہی ہے تو کوئی فارسی۔ کوئی عربی ہے تو کوئی انگلش۔ ادھر مرزا صاحب سمجھے کہ شاید مجھے صحیح وحی آ رہی ہے یہ صاحب جو کچھ وہ اول فول بکتے یہ اسے سچ سمجھ کر آگے شائع کر دیتا۔ اسی طرح اس کو ہر قدم پر ذلت و خواری اٹھانی پڑی۔ ورنہ بتایئے کہ جو فرد ۱۲ سال یا تئیس سال تک اپنے منصب کو ہی نہ سمجھ سکے اس نے آگے خاک تبلیغ کرنا ہے پھر وحی تو ہوئی مگر بارانی وحی کی اصطلاح کس کتاب میں مذکور ہے۔

۳۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ نے جو پہلے اپنا عقیدہ درج کیا تھا وہ کہاں سے اخذ کیا تھا جبکہ اسلام کا ہر نظریہ اور عمل ابتدا سے لے کر آخر تک علی وجہ الحقیقہ۔ برابر شائع ذائع رہا ہے ہر زمانہ میں ہزارہا علمائے ربانی مجددین صحیح دین کی تدریس و تعلیم اور نشرواشاعت میں مصروف رہے ہیں دریں صورت کسی بھی عقیدہ و عمل میں اخفاء ناممکن ہے۔ لہٰذا فرمایئے آپ نے اپنا پہلا عقیدہ کہاں سے اخذ کیا تھا؟ جناب من آپ تو اپنی ہی براہین مبارک میں اسے بحوالہ قرآنی آیات درج فرما رہے ہیں اور اب اس کو رسمی عقیدہ لکھ رہے ہیں تو کیا آپ نے من قال فی القران برایہ فلیتبوا مقعدہ من النار والی حدیث رسول نہ پڑھی تھی۔ جناب نے تو خود بھی لکھ دیا تھا کہ من فسر القران برایہ فھو لیس بمومن بل ھو اخ الشیطان (اتمام الحجہ ص) تو کیا آپ نے براہین میں آیات قرآنی کے تحت از خود اس عقیدہ کا اثبات کر لیا تھا؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر آپ اخ الشیطان ہو گئے۔ مجدد اور مسیح موعود کیسے بن گئے؟ لیکن اگر وہ مفہوم منقول از سلف تھا تو اس کا ثبوت بھی دیجئے اور انحراف کی وجہ بھی لکھئے۔

نیز یہ بھی فرمایئے کہ بعد میں جو آپ کو قرآن میں قطعی الدلالت آیات نظر آ گئیں تو کیا وہ آیات پہلے قرآن میں موجود نہ تھیں۔ ان کی سابقہ دور میں کبھی تشریح نہ ہوئی تھی؟ آپ نے ان قطعی الدلالت آیات کے ہوتے ہوئے براہین میں دیگر آیات سے کیسے حیات مسیح پر استدلال کرنا شروع کر دیا؟

آخر کچھ تو بولئے۔ محض ٹیچی اور مٹھن لال کی بات کون بیوقوف مان لے گا؟

۴۔ نیز آپ کا لکھنا کہ میں ذاتی طور پر شہرت پسند نہ تھا مجھے دھکے سے مشہور کر دیا گیا تھا جناب من اس سے بڑا جھوٹ سوائے قادیانی سے کہیں سے دستیاب ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ آپ تو حصول شہرت کے لئے مصنف براہین بنے تھے۔ جگہ جگہ مناظرہ بازی کے چیلنج کئے تھے اگرچہ کامیابی تو کہیں سے بھی نہ ملی مگر شہرت ضرور حاصل ہو گئی۔

چنانچہ پھر آپ نے اسی شہرت کو حصول زر کا ذریعہ بنایا۔ کہ مکان بن گئے نصرت جہاں حبالہ عقد میں آ گئی جس کا اس دور میں گیارہ صد روپیہ حق مہر لوا کیا گیا۔ پھر اس کے ہزار قسم کے اللے تللے چلانے کے لئے دن رات روپیہ بٹورنے کے لئے ذرائع بروئے کار لائے جانے لگے۔ کبھی طبع کتب کے بہانے۔ کبھی لنگر خانہ کے بہانے اور کبھی تبلیغ دین کے بہانے۔ مگر اس زر سے نصرت بیگم کے اللے تللے زیادہ چلتے تھے اور کچھ آپ کی یاقوتیوں اور ٹانک وائن اور مختلف قسم کی مقویات پر انڈیلے جاتے۔

تبلیغ دین تو کسی کو نصیب نہ ہوئی اور نہ ہی یہ مقصد تھا۔ ہاں تاج برطانیہ کی فدا کاری کے سلسلہ میں حرمت جہاد اور اطاعت سرکار کے راستہ پر دولت ضرور صرف ہوتی رہی۔ تبلیغ کا وہاں کیا موقعہ تھا۔

اچھا صاحب بات لمبی ہوگئی لہٰذا اسے سمیٹتے ہوئے عرض خدمت ہے کہ چلو ایک منٹ کے لئے تسلیم کر بھی لیا جائے کہ آپ جیسے دریگانہ کو مجبور کر کے منصب مسیحیت پر براجمان کر دیا گیا اور پھر منصب نبوت بھی آپ کو سونپ دیا گیا مگر اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ بھی برآمد ہوا یا اتنی محنت و مشقت بے مقصد ہی ثابت ہوئی۔

لیجئے یہ حقیقت بھی آنجہانی کی زبان بے لگان سے ہی سماعت فرمایئے۔

چنانچہ آپ سرکار خود ہی اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ:۔

آج سے چھبیس برس پہلے خدائے عزوجل براہین احمدیہ میں فرما چکا ہے کہ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

سو ان حملوں سے یہ آتشی انگار بھی ہے جن کی اس ملک میں بارش ہوئی یہ اس قسم کے نشان ہیں جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے دکھائے تھے۔ بلکہ وہ نشان جو ظاہر ہونے والے ہیں وہ موسیٰؑ کے نشانوں سے بڑھ کر ہوں گے اس لئے خدا میرا نام موسیٰ رکھ کر فرماتا ہے۔

ایک موسیٰ ہے کہ میں اس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اس کو عزت دوں گا پر جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اس کو گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھاؤں گا یعنی عیسیٰ بن مریم کے ظہور سے تو لوگ کچھ بھی متنبہ نہ ہوئے اب میں اس بندہ کو موسیٰ کی صفات میں ظاہر کروں گا اور فرعون اور ہامان کو وہ دن دکھاؤں گا جس سے وہ ڈرتے تھے۔۔۔

سو اے عزیزو! مدت تک میں مسیح ابن مریم کے رنگ میں دکھ اٹھاتا رہا اور جو کچھ قوم نے کرنا چاہا میرے ساتھ کیا۔ اب خدا میرا نام موسیٰ رکھتا ہے۔ جس سے سمجھا جاتا ہے کہ مقابل کے لوگوں کا نام اس نے فرعون رکھا۔ (تتمہ حقیقتہ الوحی ص ۸۳'۸۴۔ خزائن ۵۱۹'۵۲۰)

ناظرین کرام۔ ذرہ اس اقتباس کو توجہ سے ملاحظہ فرمایئے کہ جناب قادیانی نے کیسے کیسے حقائق کا اظہار فرمایا ہے۔ خدا نے پہلے تو مسلسل ۱۲ سال تک مجبور کر کے مرزا صاحب کو مسیح بن مریم بنایا اور وہ بھی نہایت ہی انوکھے اور بے مثال فارمولے کے ذریعے کہ اول حضرت صاحب کو ۱۲سال تک مریم بنائے رکھا۔ پھر اسے حمل کروایا پھر دس ماہ کے بعد اس سے مسیح کو پیدا کیا۔ اتنے مراحل عبور کرانے کے بعد اسے مجبور کر کے مسیح بنایا گیا تاکہ دنیا جہاں کی اصلاح کرائی جائے مگر افسوس صد افسوس نہیں ہزاروں لاکھوں افسوس کہ پھر بھی یہ مقصد پورا نہ ہو سکا۔ لہٰذا اس کے بعد جناب قادیانی کو مزید اوورہال کر کے منصب موسوی پر براجمان کیا گیا۔ کیونکہ عیسیٰؑ نہایت نرم مزاج تھے ان کی کوشش سے لوگ کچھ بھی متاثر نہ ہو سکے۔ (لہٰذا مرزا صاحب کو اس منصب سے ہٹا کر یا مزید ترقی دے کر مقام موسوی پر فائز کیا گیا تاکہ جلالی اور قہری صورت میں عوام کی اصلاح کی جاسکے اور ساتھ ہی خدا نے کئی قسم کے جلالی وعدے بھی دیئے۔ کہ میں ان کو خوب گھسیٹوں گا ان کو دوزخ دکھاؤں گا۔

نیز اولین مخالفین سید نذیر حسین اور مولانا محمد حسین بٹالوی کو فرعون و ہامان کا لقب عنایت فرمایا تاکہ ان کو اس سطح پر لاکر مرزا صاحب کا مدمقابل بنایا جائے اور پھر ان کو اصلی فرعون و ہامان کے انجام بد سے دوچار کیا جاسکے۔ چنانچہ مرزا صاحب نے بھی فوراً ”یہ پیش گوئی جڑ دی کہ میرے مخالف خاص کر بٹالوی صاحب ایک دن ضرور میرے مطیع ہوں گے مگر ہوا کیا؟ کچھ بھی نہیں۔ جسے دنیا جہاں جانتی ہے۔ محمد حسین صاحب دم آخر تک مرزا صاحب کو رگیدتے رہے اور یہ اسی طرح مٹھن لال اور میز کرسی والے گرجدار فرشتے کے کہنے پر گیدڑ بھبکیاں سناتے رہے بالآخر جب مرزا صاحب کو خوب معلوم ہوگیا کہ اوہو۔ یہ تو سب کچھ ایک ڈرامہ تھا جسے شیاطین نے میرے ساتھ کھیلا ہے۔ یہ تو سب ابلیسی ٹیم میرے گرد منڈلاتی رہی ہے ان کی تو ایک بات بھی سچی نہیں نکل رہی۔ نہ میری کوئی پیش گوئی صحیح نکل رہی ہے اور نہ ہی کوئی نشان نتیجہ خیز ثابت ہو رہا ہے۔ ان مسخروں نے مجھے محمدی بیگم کی پیش گوئی میں خوب ذلیل کیا۔ آتھم کے مقابلے میں اَزحد رسوا کیا۔ حرمین کے درمیان ریل جاری ہونے کے معاملہ میں میری خوب گت بنائی۔ مخالفین کے مغلوب ہونے کی بڑھانک کر مجھے خوب ذلیل کیا اب میں خوب سمجھ گیا ہوں کہ یہ سب ڈرامہ تھا جو شیطانی ٹیم میرے ساتھ کھیل رہی تھی۔ مجھے مختلف مکروفریب میں مبتلا رکھ کر خوب ذلیل کر رہی ہے نہ میں مسیح ہوں نہ ہی موسیٰ۔ اور نہ ہی کوئی مجدد و مہدی وغیرہ ہوں یہ سب بکواس تھی۔ ہائے افسوس۔ اس سے تو بہتر تھا کہ میں بلا دعویٰ الہام وحی اپنے وسائل پر بھی کچھ نہ کچھ دین کی خدمت کرلیتا۔ مگر اب کیا کروں میری تو عاقبت تباہ ہو چکی ہے۔ اچھا میرے مولا۔ اب کچھ تو فکر آخرت کرنا چاہئے چنانچہ اسی فکر آخرت کے زیراثر آنجناب خود حقیقت کا اعلان کرتے ہیں کہ:۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اس لائق نہ تھا کہ میری یہ عزت کی جائے مگر خدائے عزوجل نے محض اپنی ناپیدا کنار رحمت سے میرے لئے یہ معجزات ظاہر فرمائے۔ (معجزہ کی حقیقت تو ظاہر ہی ہے کہ سب ڈرامہ ہی نکلے ناقل) مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی راہ میں وہ اطاعت اور تقویٰ کا حق بجا نہیں لا سکا جو میری مراد تھی اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کرسکا جو میری تمنا تھی۔ میں اس درد کو ساتھ لے جاؤں گا کہ جو مجھے کرنا چاہئے تھا میں کر نہیں سکا----- اور میں خوب جانتا ہوں کہ میں اس عزت اور اکرام کے لائق نہ تھا جو میرے خداوند نے میرے ساتھ معاملہ کیا۔ جب مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی‘ اور مردہ ہوں نہ زندہ۔ (تتمہ حقیقتہ الوحی ص ۵۹ مندرج خزائن ص ۴۹۳‘ ج ۲۲)‘ اسی کو دوسری جگہ لکھا ہے کہ کرم خاکی ہوں میرے پیارے‘ نہ آدم زاد ہوں‘ ہوں انسان کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار۔ ناظرین کرام خدارا کسی کی طرفداری یا کسی تعصب کا اظہار نہیں بلکہ صحیح حقیقت آپ کے سامنے پیش کرنا مقصود ہے ملاحظہ فرمایئے کہ مرزا صاحب کی قلم و لسان سے ان کی تمام تحریک و مشن کا کچا چٹھا۔ اول سے آخر تک آپ کی خدمت میں پیش کردیا ہے کہ مرزا کہاں سے شروع ہوئے کیا کیا پلان کس کس مقصد کے لئے بناتے رہے اور پھر کس کس مراحل سے گزرتے ہوئے کہاں تک پہنچے۔ اور پھر آخر میں نتیجہ کیا نکلا۔

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا تیرا آنا جانا

آہ! حضرت مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ

تحریر: مولانا عبدالعزیز

خلف الرشید: مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ

حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ صاحب شہید کی زندگی اس حدیث کے عین مطابق تھی: ”قال رسول اللہ ﷺ الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعدالموت“ کہ عقلمند وہ ہے جو اپنی خواہشات کو کنٹرول کرلے اور موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی کے لئے کوشاں رہے۔ حضرت والد صاحب شہیدؒ کی زندگی میں ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ خواہشات انتہائی محدود رہیں۔ موت کے بعد آنے والی زندگی کی فکر میں ہمیشہ ان کو بہت سوں نے روتے دیکھا۔ اسی لئے حضرت شہیدؒ نے کبھی ذاتی گاڑی نہیں رکھی‘ پورے ملک میں ایک کمرے کا مکان بھی نہیں ہو لیا۔ ہر کام اپنے ہاتھ سے خود کرنے کے عادی تھے۔ ۶۳ سال کی عمر ہو چکی تھی لیکن اس کے باوجود کسی قسم کی خدمت قبول نہیں فرماتے تھے۔ گھر میں اپنے لئے کھانا پکانے سے منع فرما رکھا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ کچھ پتہ نہیں کہیں سے کھانا کھا کر آجاؤں اور کھانا ضائع ہو جائے‘ بازار سے روٹیاں لا کر گھر میں فریزر میں رکھ کر ٹھنڈی کر لیا کرتے تھے بوقت ضرورت خود ہی آدھی روٹی نکال کر جو سالن پڑا ہوتا اسے خود اپنے ہاتھ سے گرم کر کے کھا لیا کرتے تھے۔ سالن نہ ہوتا تو دودھ اور دہی استعمال کرلیتے تھے۔ اس معاملے میں کسی کی خدمت قبول نہیں فرماتے تھے۔ شہادت کے چند دن بعد میری بڑی باجی نے یہ بتایا کہ میں کچھ دن پہلے ابا جی سے ملنے کے لئے گھر آئی تھی تو میں نے دیکھا کہ گھر میں رکھے ہوئے وزن کرنے والے آلے سے اپنا وزن کر کے دیکھا تو ابا جی نے فرمایا کہ میرا وزن پانچ پونڈ کم ہو گیا ہے۔ اسی لئے آج دہی استعمال کروں گا‘ اور کافی دنوں سے دہی استعمال نہیں فرما رہے تھے اور اپنا وزن کم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ تو باجی نے کہا ابا جان آپ کو وزن اتنا کم کرنے کی کیوں فکر لگی ہوئی ہے۔ آپ کا وزن تو کوئی اتنا زیادہ نہیں ہے۔ تو ارشاد فرمایا کہ اس وزن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتے ہوئے شرم آتی ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ جس شہادت کی تمنا دل میں رکھتے تھے اور اس کے لئے رو رو کر دعائیں کرتے تھے اس کا اندازہ شاید ان کو ہو چکا تھا۔ حضرت شہیدؒ بروز ہفتہ بتاریخ ۱۷ اکتوبر بمطابق ۲۵ جمادی الثانی کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ

الفریدیہ سے مشکواۃ شریف کا درس دے کر مرکزی مسجد کے احاطے میں پہنچے تھے کہ دن کے بارہ بجے کے قریب گھر کی جانب چھوٹے گیٹ سے حضرت شہیدؒ پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی گئی' میں مدرسہ حفصہؓ للبنات میں مشکواۃ شریف کا سبق پڑھا کر تھوڑی دیر کے لئے والدہ صاحبہ سے ملنے گھر گیا تھا اور پھر واپس اپنی مسجد واقع F/8-2 اسلام آباد میں جانے کے لئے جامعہ کی گاڑی پر سوار ہونے لگا تھا کہ حضرت والد صاحب کو دیکھا کہ سامنے سے حسب معمول پگڑی باندھے مسکراتے ہوئے تشریف لارہے ہیں۔ ابھی میں نے سلام عرض کیا ہی تھا کہ اچانک گولیوں کی آواز آئی مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ گولیاں کس جانب سے چل رہی ہیں اور کس پر چلائی جارہی ہیں میں نے حضرت والد صاحبؒ سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو انہوں نے گیٹ کی طرف اشارہ فرمایا تو میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان شخص ہاتھ میں پستول لئے ہوئے حضرت والد صاحبؒ شہید پر گولیاں برسا رہا ہے میں فوراً اس کی جانب دوڑا لیکن اس نے مجھ پر بھی چار پانچ فائر کئے جن میں سے ایک گولی میرے کپڑوں کو پھاڑتی ہوئی نکل گئی اور باقی گولیوں سے محفوظ رہا اس کے بعد وہ شخص وہاں سے بھاگا اور آگے گاڑی میں بیٹھ کر فرار ہو گیا۔ میری اہلیہ جو مدرسہ حفصہ میں پڑھاتی ہیں وہ جامعہ کی گاڑی میں بیٹھ چکی تھیں وہ مجھ سے پہلے حضرت والد صاحبؒ کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ حضرت والد صاحبؒ کو خون میں لت پت دیکھ کر اہلیہ نے یوں کہا "ہائے ابو" تو حضرت والد صاحبؒ نے فرمایا کہ ہائے مت کہو اور پھر اہلیہ نے بتایا کہ ابا جی نے کلمہ پڑھا' ہم حضرت والد صاحبؒ کو گاڑی میں ہسپتال لے گئے لیکن وہ شہادت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو کر رب کریم کے حضور پہنچ چکے تھے۔ اس موقعہ پر جتنا دکھ ہوا اتنا ہی کم ہے' میرے لئے تو صدمہ اس سے بڑھ جاتا ہے کہ میں نے اپنے والد صاحب کو اپنی آنکھوں کے سامنے شہید ہوتے دیکھا۔ دنیا سے جانا تو ہر انسان نے ہے ہی لیکن اس بات سے ایک گونا تسلی بھی ہوتی ہے کہ حضرت والد صاحبؒ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے جوان کی دیرینہ تمنا تھی۔ حضرت والد صاحبؒ نے جو آج سے چار سال قبل مجھے وصیت نامہ لکھ کر دیا تھا جو میرے پاس موجود ہے۔ جس میں فرمایا تھا کہ موت برحق ہے مجھے جب بھی موت آئے بغیر کسی انتظار کے فوراً دفن کر دینا اگر چہ ہو سکے تو جامعہ کے قریب دفن کر دینا۔ سنت کے مطابق تمام اعمال کرنا' اجتماعی قرآن خوانی اور اعلان قرآن خوانی مطلقاً نہ کرنا انفرادی وہ خلوت کی دعاؤں میں ضرور یاد رکھنا۔ میرے اوپر کسی کا قرض نہیں ہے تمام بچوں سے درخواست ہے کہ نمازوں کی پابندی کریں۔ تلاوت کلام اللہ کی پابندی اور اتباع شریعت تمام عمر ضرور کرتے رہیں۔ اپنی اولاد کو ضرور عالم دین بنائیں اور دنیوی

علوم بقدر ضرورت سکھائیں اور فرمایا کہ میرے ذمے کوئی قضا نماز نہیں ہے۔ احتیاطاً چھ ماہ کی نمازوں اور تین روزوں کا فدیہ دے دینا۔ میرے مال کا ثلث جامعہ فریدیہ میں بہترین شق پر صدقہ جاریہ کے طور پر لگا دینا اور باقی مال شریعت کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت والا میری زندگی کی خواہش تو یہ تھی کہ حضرت والد صاحبؒ کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم رہے اور میں جامعہ کے انتظامی اور تدریسی امور جو حضرت والد صاحبؒ نے میرے ذمے لگائے تھے وہ انجام دیتا رہوں لیکن ماشاء اللہ ''کان ومالم یشاء لم یکن'' حضرت والد صاحبؒ کی زندگی کی آخری تمنا اور کوشش اسلامی نظام کے بارے میں تھی اور اس پر حضرت بہت ہی فکر مندی کے ساتھ کوشاں تھے اور رورو کر دعائیں کیا کرتے تھے۔ حضرت والد صاحبؒ کی شہادت کے بعد بندہ ناچیز نے ارادہ کیا ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کاز کو آگے بڑھانے کی حتی المقدور کوشش کرونگا۔ حضرت والد صاحبؒ کی شہادت کے بعد مرکزی مسجد میں بندہ نے جو پہلا جمعہ پڑھایا اس میں لوگوں سے یہی عرض کی کہ دوستو! جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات بے عیب ہے اسی طرح اللہ کی بنائی ہوئی ہر چیز بھی بے عیب ہے۔ سورج' چاند' ستارے' پھل' پھول' سبزہ زار کھیتیاں اس کی بنائی ہوئی ہر چیز بے عیب ہے۔ اسی طرح اس کا بنایا ہوا اسلامی نظام بھی یقیناً بے عیب ہوگا اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہر چیز میں انتہائی خوبصورتی کا خیال رکھا گیا ہے اور مسرتوں اور فرحتوں کا عجیب سامان ان چیزوں میں رکھا گیا ہے۔ اسی طرح اس کا بنایا ہوا اسلامی نظام بھی انتہائی خوبصورت و حسین ہوگا اور اسی نظام میں وہ فرحتیں اور لذتیں محسوس ہوں گی جس کا ہم اندازہ نہیں کر سکتے بندہ نے یہ بھی عرض کیا کہ حضرت والد صاحبؒ کی کسی سے دشمنی نہیں تھی ہاں اگر دشمنی تھی تو اس انگریزی نظام سے تھی جو کسی کا بھی محافظ نہیں ہے۔ یہ انگریزی نظام نہ تو وزیر اعظم اور صدر کا محافظ ہے نہ وکلاء اور ججوں کا محافظ ہے۔ جب تک یہ نظام رہے گا اس وقت تک حکومت و رعایا' امیر و غریب' مسلم' عورت' مرد' بوڑھے اور بچے کسی کی بھی جان و مال عزت و آبرو کچھ بھی محفوظ نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس انگریزی نظام میں کبھی کوئی جلتا ہے اور کبھی کوئی' اس لئے میں نے عرض کیا کہ میرے والد صاحبؒ شہید اور تمام علماء اور ملک کے عظیم رہنماؤں کا قاتل یہ انگریزی نظام ہے اور اس نظام کو بدلنا کسی ایک انسان کے بس کی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو اسی وقت ممکن ہے جب پوری قوم اور قوم کے راہنما اس کے خلاف بیک آواز ہو جائیں اور اسلامی نظام لانے کا عزم کر لیں مجھ جیسے ناتواں اور کمزور کے بس کی بات نہیں ہے کہ میں اپنے والد کے قاتل اور تمام انسانیت کے قاتل انگریزی نظام کے خلاف کچھ کر سکوں میں تو

راتوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور غم کا اظہار کر سکتا ہوں اور جب تک یہ قاتل گرفتار نہیں ہو جاتا اور کیفر کردار تک نہیں پہنچ جاتا تو میں یہ سمجھوں گا کہ میرے والد کا قاتل زندہ ہے۔ نیز میں نے یہ بھی اعلان کیا ہے چونکہ میرے والد کا قاتل یہ انگریزی نظام ہے اس لئے میں اس نظام سے آنے والی تنخواہ حکومت سے قبول نہیں کروں گا اور حضرت والد صاحب شہیدؒ کی وراثت میں سے جو کچھ بندہ کے حصہ میں آئے گا اسے اسلامی نظام کی آواز لگانے میں وقف کروں گا۔ میری آپ سے بھی دردمندانہ اپیل ہے کہ اسلامی نظام کے لئے اپنے دوستوں اور متعلقین کو آمادہ فرمائیں کہ وہ دن کو اسلامی نظام کے متعلق لوگوں سے مل کر ان کو اسلامی نظام کے ثمرات اور بہاریں بتائیں اور یہ بتلائیں کہ یہ نظام تو مسلم اور غیر مسلم کی تفریق کے بغیر ہر ایک کے تحفظ کا ضامن ہے اور آج اخبارات میں آئے دن جو عجیب و غریب افسوسناک خبریں پڑھتے ہیں کہیں اجتماعی عصمت دری ہے کہیں قتل و غارت گری کہیں ڈاکہ اور چوری ان ساری خرابیوں کی جڑ انگریزی نظام ہے اگر یہ نظام قائم رہا تو آہستہ آہستہ اس میں بہت سے موتی ہم سب سے جدا ہو جائیں گے اور رات کے آخری لمحات جو قبولیت کے اوقات ہوتے ہیں ان پروردگار اللہ تعالیٰ سے حقیقی اسلامی نظام کے لئے دعا مانگنے والے بن جائیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ضرور ہماری آہ وزاری پر ترس آئے گا اور اس ملک میں اسلامی نظام کی صورتیں مقدر ہوں گی۔ وما ذالك على الله بعزيز.

ختم نبوت کانفرنس ربوہ کی تقاریر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۷ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ربوہ، منعقدہ ۱۵، ۱۶، اکتوبر ۱۹۹۸ء میں ہونے والی تقاریر کی مکمل کارروائی آڈیو کیسٹ میں حاصل کریں۔

کل کیسٹیں: ۷ عدد قیمت مع ڈاک خرچ: ۲۲۵/= روپے

فہرست کتب و کیسٹ مفت حاصل کریں.

پتہ: صدائے احرار: دار بنی ھاشم، مہربان کالونی ملتان فون: 061-511961

عبدالمجید سالک قادیانی تھا

واقعاتی جائزہ

تحریر: مولانا اللہ وسایا

آج سے کوئی سال چھ ماہ قبل کی بات ہوگی۔ قبلہ مرشدی حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کے ہاں لاہور میں حاضری ہوئی۔ پروفیسر ظفر اللہ شفیق صاحب نے مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا ایک واقعہ سنایا کہ سودی کاروبار' بینک اور سودی لین دین پر عبدالمجید سالک نے مولانا محمد سید انور شاہ کشمیریؒ سے بالاصرار کہا کہ اس کے جواز کی کوئی شکل نکالیں۔ مولانا سید انور شاہ صاحبؒ پہلے تو سود کی ابدی حرمت پر دلائل دیتے رہے۔ جب دیکھا کہ سالک حرام کو حلال کرنے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے تو شاہ صاحبؒ نے فرمایا سالک صاحب جہنم جانا چاہتے ہو تو شوق سے جاؤ جہنم جانے کے لئے ہمارے کندھے کیوں استعمال کرتے ہو؟ یہ سن کر سید نفیس شاہ صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ سالک تو دیسی جہنمی تھا اس پر ہم چونکے تو شاہ صاحب نے متعدد واقعات بیان کئے۔ کتابوں کے نام بتلائے کہ سالک قادیانی تھا۔ یہ ادب کی آڑ میں مسلمانوں سے دوستیاں قائم کر کے قادیانیت کی تبلیغ کرتا تھا۔ بظاہر ایک غیر جانبدار لیکن فی الحقیقت قادیانیت کی خدمت وحمایت کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ فقیر نے کتابوں کے نام نوٹ کر لئے وہ کتابیں حاصل کر لیں۔ مطالعہ کیا حوالے لگائے مضمون لکھنے کا خیال تھا لیکن مصروفیت نے مہلت نہ دی۔ آج ۷ نومبر ۱۹۹۸ء کو جمعیۃ علماء پاکستان کے شبیر احمد ہاشمی کا عبدالمجید سالک کی کتاب ''یاران کہن'' کے حوالہ سے مولانا ابوالکلام آزادؒ کے خلاف ایک بیان شائع ہوا ہے تو ضروری سمجھا کہ سالک اور قادیانیت کے حوالہ سے چند ضروری گذارشات عرض کردی جائیں۔

سالک کی سرگذشت

عبدالمجید سالک نے اپنی سوانح وآپ بیتی کو سرگذشت کے نام سے مرتب کیا تھا۔ یہ ان کے زمانہ حیات میں چھپ گئی تھی۔ اب ایک نشریاتی ادارہ الفیصل غزنی سٹریٹ لاہور نے اسے دوبارہ شائع کیا ہے۔ اس میں موصوف نے قادیانیت پر جگہ جگہ ریمارکس دیئے ہیں وہ سالک ہی کے الفاظ میں مختصراً پیش خدمت ہیں۔

سالک کے چچا قادیانی مبلغ

دوسرے چچا نے جو احمدی ہو چکے تھے اپنے بڑے بھائی (سالک کے والد) کو مرزا قادیانی کی کچھ کتابیں بھیج دی تھیں اور اخبار "بدر" (قادیان) ان کے نام جاری کر دیا تھا۔ (سرگذشت ص ۱۷)

سالک کے چچا نہ صرف قادیانی تھے بلکہ قادیانیت کی تبلیغ کے لئے اپنے بھائیوں کو کتابیں بھیجواتے تھے۔ صفحہ ۱۶'۱۷' پر سالک صاحب نے پہلا مطالعہ کے عنوان سے لکھا ہے کہ دیگر کتب ورسائل کے علاوہ قادیانی کتب ورسائل سے ان کے مطالعہ کا آغاز ہوا۔

سالک کا فانوس خیال قادیان

موصوف تحریر کرتے ہیں کہ میں نے ماہانہ ادبی رسالہ "فانوس خیال" جاری کیا تو اس کی کتابت قادیان کے کاتب سے کراتے تھے۔ (سرگذشت ص ۴۲)

تبلیغ اسلام اور قادیانی

سالک تجویز کرتے ہیں کہ ملکانہ راجپوتوں میں انسداد ارتداد اور تبلیغ اسلام کا کام شروع ہوا' بریلوی' دیوبندی' شیعہ' احمدی' لاہوری احمدی' نیرنگ جمیعۃ الاسلام کے مبلغ غرض ہر فرقے اور ہر جماعت کے کارکن آگرہ اور نواحی علاقوں میں پھیل گئے.......... صرف احمدی مبلغین تو کچھ کام کرتے تھے اور باقی تمام فرقوں کے لوگ یا آپس میں مصروف پیکار تھے یا احمدیوں کے خلاف کفر کے فتوے شائع کرتے تھے۔ غرض ان لوگوں کی غیر قال اندیشی اور نفسانیت نے انسداد ارتداد کو ناممکن بنا دیا اور کفر کی مشین پوری قوت سے چلتی رہی۔ (سرگذشت ص ۱۸۵)

دیکھئے یہاں پہنچ کر عبدالمجید سالک کی قادیانیت نے ننگی کا ناچ ناچنا شروع کر دیا ہے۔ (۱) قادیانیوں کو مسلم فرقوں میں شمار کیا۔ (۲) پھر تمام دینی جماعتوں کی ارتداد کے انسداد کے لئے کاوشوں و محنتوں پر پانی پھیر کر صرف قادیانیوں کی تبلیغ کی حمایت کی۔ (۳) قادیانی اپنے کفر کو اسلام کے نام پر پیش کر رہے تھے۔ دینی جماعتوں نے ان کے کفر کو ننگا کر دیا تو سالک صاحب اس پر تیخ پا ہو کر ان تمام جماعتوں کو بے نقط سنا رہے ہیں۔

والی افغانستان کے خلاف

امیر امان اللہ خان مغربی لغویات میں اس قدر انہماک رکھتے تھے کہ انہوں نے اپنی فوجی طاقت کی طرف بالکل غفلت اختیار کر لی۔(سرگذشت ص ۲۳۳)

قارئین افغانستان میں قادیانیوں کو بجرم ارتداو میں سنگسار کیا گیا تھا تمام قادیانیوں کی طرح سالک بھی اور کچھ نہیں تو جتنی الزام تراشی کر سکتے تھے کر کے اپنے قادیانی ضمیر کو مطمئن کر رہے ہیں۔

مسلمانوں کی نمائندگی

دہلی کی ایک کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے سالک صاحب اپنے قادیانیوں کو مسلمانوں کی صف میں شامل کرنے کے لئے وجد میں نظر آتے ہیں۔(سرگذشت ص ۲۳۸)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی

سالک صاحب اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں : شملہ میں مقتدر اور نمائندہ مسلمانوں کا ایک اجلاس ہوا۔۔۔۔۔۔۔ یہاں ایک انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ جس کے صدر مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ منتخب کئے گئے۔(سرگذشت ص ۲۷۱)

کس چابک دستی سے سالک صاحب اپنے قادیانیوں کو مسلمانوں کا نمائندہ ثابت کرنے کے لئے زور قلم صرف کر رہے ہیں اور پھر برا ہو بددیانتی کا کہ علامہ اقبال کے اس کمیٹی کو توڑنے یا مستعفی ہونے کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے ہیں۔

ظفر اللہ خان قادیانی

کا ذکر کرتے ہوئے اسے مسلمانوں کا نمائندہ قرار دیا۔(سرگذشت ص ۲۷۲)

انقلاب کی ضمانت اور مرزا محمود

سالک صاحب اخبار انقلاب کے کرتا دھرتا تھے اس سے حکومت نے ضمانت طلب کی تو جن لوگوں نے پوری ضمانت جمع کرانے کی پیشکش کی ان میں مرزا محمود احمد قادیانی بھی شامل ہیں۔(سرگذشت ص ۲۷۵)

دنیا جانتی ہے کہ سرسید احمد خان نے مسلمان قوم کی ترقی کے لئے مرزا قادیانی سے چندہ مانگا۔ مرزا نے ایک پیسہ دینے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ لیکن اس مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود سالک صاحب پر دنیا نچھاور

کرنے کے لئے کیوں بے قرار ہے؟۔

سالک صاحب کا مکان

اپنی اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مسلم ٹاؤن لاہور میں عبدالمجید سالک کو مکان کے لئے زمین وغیرہ، رہنمائی و سہولت ڈاکٹر سید محمد حسین احمدیہ بلڈنگ لاہور والوں نے مہیا کی۔(سرگذشت ص ۲۸۶)

کشمیر ایسوسی ایشن

جب احرار نے احمدیوں کے خلاف بلا ضرورت ہنگامہ آرائی کی...... چنانچہ ہم نے کشمیر کمیٹی کے ساتھ ہی ساتھ ایک کشمیر ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی جس میں سالک...... مرزا بشیر الدین محمود اور ان کے احمدی و غیر احمدی رفقاء شامل تھے۔ ایسوسی ایشن کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مبادا کشمیر کمیٹی آگے چل کر احرار ہی کی ایک شاخ بن جائے اور وہ متانت و سنجیدگی رفو چکر ہو جائے جس سے ہم آج تک کشمیر میں کام لیتے رہے ہیں۔(سرگذشت ص ۳۱۵)

مرزا محمود آنجہانی جو احرار راہنماؤں کے لئے زبان استعمال کرتا تھا اور جس طرح اس کا شیطان دماغ سازشوں کے لئے جال بنتا تھا جناب سالک اس میں برابر کے شریک کار و شریک سفر نظر آتے ہیں۔

خواجہ کمال الدین

دنیا جانتی ہے کہ خواجہ کمال الدین لاہوری قادیانی مرتد تھا سالک صاحب اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۱۹ پر اسے مشہور مبلغ اسلام قرار دے رہے ہیں۔ یہاں یاد رہے کہ قادیانیوں کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہے چہ جائیکہ کوئی ان کو مسلمان قرار دے۔ جو ایسا کرے وہ بدتر کفر کا مرتکب ہو گا جیسا کہ سالک صاحب۔

آموں کی داستان

سالک صاحب اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۲۳ پر آموں کی داستان تحریر کرتے ہیں کہ کہاں کہاں سے اسے آم آتے تھے تو قادیان نواب محمد علی قادیانی، مرزا بشیر الدین محمود قادیانی، کے آموں کا بھی تذکرہ کرتے ہیں کہ وہ بھی آم بھیجا کرتے تھے۔

مسجد چراغ شاہ

لاہور کا تذکرہ کرتے ہوئے سرور شاہ قادیانی اور زین العابدین قادیانی کو مسلمانوں میں شامل

کر گئے۔(سرگذشت ص ۳۵۲)

غرض یہ کہ قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے سالک صاحب کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے بلکہ آن ڈیوٹی معلوم ہوتے ہیں۔

سالک کے والد قادیانی

چونکہ والد مرحوم (ملعون) احمدی عقائد رکھتے تھے اس لئے احمدیوں کی فرمائش پر پٹھان کوٹ سے ایک میل دور موضع دولت پور میں دفن کئے گئے جہاں احمدیوں کا قبرستان تھا۔(سرگذشت ص ۳۶۷)

سالک صاحب کے والد قادیانی تھے یہ خاندان اتنا متعصب اور جنونی قادیانی تھا کہ پٹھان کوٹ کے مسلمانوں نے سالک کے قادیانی باپ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا تھا ورنہ تو قادیانی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے پر اصرار کرتے ہیں تاکہ ان کو مسلمان سمجھا جائے۔ غرض سالک کے قادیانی والد کو مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا۔ جیسا کہ واقفان حال بتاتے ہیں مگر سالک صاحب اس کو کمال صفائی سے کیا رنگ دے رہے ہیں یہ ہے قادیانی دیانت۔

سالک قادیان میں

مولانا عبیداللہ سمبل۔۔۔۔۔۔احمدی ہوگئے اور آخر عمر میں قادیان پہنچ گئے۔ میرے ساتھ بھی آخری ملاقات قادیان میں ہوئی جب میں اپنے عزیز دوست اور بھائی مولوی حکیم عبدالوہاب عمر (نورالدین قادیانی کا بیٹا) کی شادی پر وہاں گیا تھا۔(سرگذشت ص ۳۹۶)

سالک پر قادیانی شفقت

نواب محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ۔۔۔۔۔۔۔۔یہ عقائد کے اعتبار سے قادیانی تھے اور مدت دراز سے قادیان میں سکونت رکھتے تھے' انتقال سے پہلے لاہور تشریف لائے مجھ سے اور مہر صاحب سے اکثر مسائل پر تبادلہ خیال کرتے اور بے حد شفقت سے پیش آتے تھے۔۔۔۔۔۔مجھے کئی سال سے برسات کے موسم میں آم بھیجا کرتے تھے۔(سرگذشت ص ۴۷۱)

قادیان کا عجائب گھر اور سالک

طبی عجائب گھر قادیان کے مالک حکیم عبدالعزیز خان سے میرے مخلصانہ و برادرانہ تعلقات تھے۔

(سرگذشت ص ۲۸۰)

قارئین مندرجہ بالا اقتباسات سے آپ نے معلوم کر لیا کہ سالک صاحب کا قادیان اور قادیانیت سے جسم و جان کا رشتہ تھا۔ تمام تر رشتہ دار قادیانی' خود قادیان کی دہلیز پر دریوزہ گری کرنے والے اور قادیانی لیڈران سے راہ و رسم و مفادات حاصل کر کے ہر جگہ قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرنے کے درپے تھے۔ عبدالمجید سالک اپنے آپ کو مولانا کہلائیں یا ادیب و اخبار نویس' سیاسی لیڈر بنیں یا قومی رہنما' واقعہ یہ ہے کہ منافقت کا لبادہ اوڑھ کر یہ مسلمانوں کی صف میں قادیان کا قادیانی مار آستین تھا ممکن ہے کہ ہمارے بعض دوست اس پر چیں بہ جبیں ہوں۔ لیجئے اب ذیل کا یہ حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

عبدالمجید سالک قادیانی

انہیں جیلانی نے اپنے نام آنے والے عبدالمجید سالک کے خطوط کو نوازش نامے کے نام سے عرصہ ہوا شائع کیا تھا۔ اس کتاب کے ص ۱۵'۱۶ پر یہ اقتباس فیصلہ کن ہے۔ سالک صاحب لکھتے ہیں: ''اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میرے والدین اور میرے بھائی احمدی تھے اور اس پورے کنبے میں صرف میں ایک شخص ہوں جو ابتدائے عمر میں تو طبعاً اپنے گھر والوں کا ہم زبان رہا لیکن ہوش سنبھالنے کے بعد احمدیت سے میرا دور کا تعلق نہ رہا۔۔۔۔۔۔۔ میں نہ قادیانی مرزائی ہوں نہ لاہوری۔ میرے عقائد ایک سیدھے سادھے مسلمان کے ہیں لیکن تکفیر کا سخت دشمن ہوں مرزائیوں کو بھی مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ سمجھتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ میں مرزا صاحب اور آپ کے پیروکاروں کو کافر نہیں سمجھتا۔''

خلاصہ بحث

(۱) سالک کا خاندان باپ' چچا' بھائی وغیرہ پورا کنبہ قادیانی تھا۔

(۲) خود بھی ابتدائے عمر میں قادیانی رہا۔

(۳) بعد میں اپنے قادیانی ہونے کی تردید کی لیکن ساری عمر قادیانیوں کی وکالت کرتا رہا۔

(۴) عمر بھر قادیانیوں سے مراسم رہے۔

(۵) عمر بھر قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرتا رہا۔

(۶) عمر بھر قادیانیوں کو مسلمان سمجھتا رہا۔

(۷) مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر نہیں سمجھتا تھا۔

(۸) شرعی مسئلہ یہ ہے کہ جھوٹا مدعی نبوت اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ جو ان کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں۔ عبدالمجید سالک ان حوالہ جات کی روشنی میں نہ صرف قادیانی تھا بلکہ قادیانی مفادات کے لئے ان کا مبلغ تھا۔ منافقت سے مسلمانوں میں شامل رہ کر قادیانی مفادات کے لئے کام کرنے پر مامور تھا۔ اب عبدالمجید سالک کے حوالہ جات سے قادیانی یہ ثابت کریں کہ مسلمان زعماء قادیانیوں کو اچھا سمجھتے تھے تو اس سے قادیانیوں کا مجرم ضمیر تو دھوکہ کھا سکتا ہے لیکن مسلمان اس سے کبھی بھی دھوکہ نہیں کھا سکتے۔

عبدالمجید سالک اور مولانا غلام رسول مہر

عبدالمجید سالک اور مولانا غلام رسول مہر کے آپس میں گہرے تعلقات تھے اور مولانا غلام رسول مہر ایک علمی ادبی مسلمان شخصیت تھے۔ اس سے بعض رفقاء دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ عبدالمجید سالک اگر قادیانی ہوتا تو مولانا غلام رسول مہر سے اس کے ایسے تعلقات کیوں کر تھے۔ تو ان صاحبان سے عرض ہے کہ جس طرح قطب دوران خواجہ غلام فرید پر قادیانیوں نے غلام محمد (اوچ شریف) کے قادیانی کو لگا رکھا تھا۔ اسی طرح عبدالمجید سالک بھی مولانا غلام رسول مہر پر قادیانیوں نے مسلط کر رکھا تھا۔ چنانچہ پروفیسر افضل حق قریشی زندہ سلامت ہیں لاہور میں رہتے ہیں۔ لائبریری سائنس یونیورسٹی کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں ان کے حوالہ سے ایک دوست نے بتایا' وہ فرماتے ہیں کہ مولانا غلام رسول مہر فرماتے تھے کہ سالک مرزائی بنانے کے لئے مرزائیوں کی کتابیں میرے پاس لاتا تھا۔ مجھے یہ روایت ایک دوست نے بتائی مزید تفصیل قریشی صاحب سے پوچھی جا سکتی ہے۔

انصاف کا خون

سامعین گرامی! اب اس عبدالمجید سالک قادیانیت کے داعی ونقیب نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کے متعلق تحریر کیا کہ: مولانا ابوالکلام آزادؒ مرزا (قادیانی ملعون) کے دعوئ مسیحیت سے سروکار نہ رکھتے تھے لیکن ان (مرزا) کی غیرت اسلامی وحمیت دینی کے قدردان ضرور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار "وکیل" کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال انہی دنوں ہوا تو مولانا نے مرزا صاحب کی خدمات پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازہ کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔ (یاران کہن ص ۴۲)

اس میں سالک صاحب نے مولانا ابوالکلام آزاد پر جو الزامات لگائے ان کی نوعیت یہ ہے:

(۱) مرزا کی خدمات اسلامی سے متاثر تھے۔ (مرزا کی غیرت اسلامی و حمیت دینی ثابت کرنے کے لئے سالک کی قادیانی چال ہے)

(۲) اخبار وکیل میں مرزا کی وفات پر شذرہ لکھا۔

(۳) مرزا کے جنازہ کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔

جب ان الزامات پر مشتمل کتاب "یاران کہن" چھپ کر آئی تو مولانا ابوالکلام آزادؒ نے فوراً اس کتاب کے ناشر ادارہ کے نام تردیدی خط بھجوادیا کہ یہ بے بنیاد باتیں ہیں۔ سالک کو چاہئے کہ وہ خود ان کی تردید کریں۔ چنانچہ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری خان محمد اجمل خان اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں۔ مولانا عبدالمجید سالک نے ایک کتاب "یاران کہن" کے نام سے لکھی ہے جس میں بعض بے بنیاد باتیں مولانا آزادؒ کے متعلق درج ہیں۔ مثلاً یہ کہ مولانا آزادؒ "مرزا غلام احمد کی کتب سے بہت متاثر ہوئے یا جنازہ کے ساتھ قادیان گئے وغیرہ۔ مناسب ہے کہ سالک صاحب خود اس کی تردید کردیں۔ ------وکیل میں مرزا غلام احمد کی وفات پر جو مقالہ افتتاحیہ چھپا تھا وہ منشی عبدالمجید کپور تھلوی کا لکھا ہوا تھا مولانا کا اس (اداریہ) سے کوئی تعلق نہ تھا۔ (ہفتہ وار چٹان ۱۳ فروری ۱۹۵۶ء)

اس خط کے شائع ہونے پر سالک صاحب نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری اجمل خان کو خط لکھا جو ۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کے چٹان میں شائع ہوا۔ اس میں لکھا کہ مجھے "یاران کہن" میں بیان کردہ واقعات کی صحت پر اصرار نہیں اور میں آپ کی تردید کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ میں دہلی کلاتھ مل کے مشاعرہ پر ۲۵ فروری کو دہلی آرہا ہوں انشاء اللہ آستانہ عالیہ پر حاضر ہو کر اعتذار پیش کروں گا۔ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کی خدمت میں آداب نیاز۔ چنانچہ سالک صاحب دہلی گئے تو مولانا سے بھی ملنے گئے۔ چنانچہ اپنے ایک ۷ مارچ ۱۹۵۶ء کے مکتوب میں انیس جیلانی کے نام سالک نے لکھا کہ:

"دہلی میں مولانا ابوالکلام آزادؒ سے ملاقات ہوئی چونکہ مولانا کی طبیعت ناساز تھی، اس لئے ملاقات مختصر رہی۔ ورنہ تندرستی کی حالت میں تو وہ دو دو گھنٹے میرے ساتھ گفتگو کیا کرتے ہیں۔ دوران ملاقات انہوں نے فرمایا آپ میرے مدۃ العمر کے عزیز ہیں اس لئے مجھے شکایت ہوئی کہ خلاف واقعہ بات آپ کے قلم سے کیوں نکلی۔ ------ کہنے لگے اب اس کی تردید کردیجئے۔ میں نے کہا تردید کرچکا

ہوں۔ آپ چاہیں گے تو مزید تردید کردوں گا۔ (نوازش نامے ص ۲۰)

بد دیانتی کی انتہاء

سالک نے ''یاران کہن''میں قادیانی موقف کی حمایت کی جو مولانا پر قادیانی الزام لگاتے تھے وہی الزام سالک نے نہ صرف دہرایا بلکہ اسے سند جواز بخشنے کے لئے اپنی کتاب میں چھاپا جو ادارہ چٹان سے شائع ہوئی۔ کتاب کے چھپتے ہی مولانا ابوالکلام آزادؒ نے یہ بات پڑھی تردید کردی' لا تعلقی کا اعلان کیا' اور ان کو بے بنیاد قرار دیا۔ سالک نے کہہ دیا کہ سر تسلیم خم میری معذرت اور زبانی معذرت کے لئے دہلی آرہا ہوں تو ملوں گا۔ وہاں گیا تو مولانا نے خود سالک کے سامنے اسے خلاف واقعہ قرار دیا۔ مولانا کے متعلق یہ الزام تھا۔ انہوں نے تحریری و تقریری اس کی تردید کردی۔ اب سالک کی قادیانیت والی ضد ہٹ دھرمی اور قادیانیت کی وکالت اور کذب وافتراء کی آبیاری کو ملاحظہ کیجئے۔

اسی خط میں انیس جیلانی کو لکھتے ہیں کہ آئینہ صداقت مفتی صادق کا (ربوہ) سے مجھے ملا ہے۔ یہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ اس میں ہے کہ مولانا آزاد ہمدردی کے اظہار میں اسٹیشن تک تشریف لائے۔

اب سالک کی قادیانیت سے نیاز مندی کو دیکھئے کہ مولانا آزاد کی تردید جو خلاف واقعہ ہے وہ ان کے لئے سود مند نہیں البتہ مرزائی کذابوں اور افتراء پردازوں کی روایت سالک کے لئے حرز جان کا درجہ رکھتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی خدمت ہے جو قادیانیت کی سالک صاحب کو کرنی چاہیے تھی۔

سالک کا بیہودہ استدلال

سالک نے انیس جیلانی کو اپنے خط میں لکھا کہ اب میں کیا عرض کروں۔ مرزائیوں نے آج سے ۴۸ سال پہلے بیان کیا تھا کہ مولوی محی الدین احمد آزاد کلکتہ والے جو وکیل کے ایڈیٹر ہیں۔ انہوں نے بے حد ہمدردی کا اظہار کیا' اور ہمارے ساتھ امرتسر سے بٹالہ تک گئے۔ جب ہم مرزا کا جنازہ لئے جارہے تھے۔ اب اگر مولانا نصف صدی کے بعد اس سے انکار کرتے ہیں تو میرے پاس اس کے سوا کیا رہ جاتا ہے کہ سر تسلیم خم کردوں۔ دوسری بات شذرہ کے متعلق ۴۸ سال کے دوران میں مرزائیوں نے سینکڑوں بار اس شذرہ کو شائع کرکے مولانا ابوالکلام آزاد سے منسوب کیا۔ لیکن اس طویل مدت میں مولانا یا ان کے کسی قریبی نیاز مند نے اس کی تردید نہ کی۔ (نوازش نامے ص ۱۸)

(۱) ''یاران کہن'' کا حوالہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس میں سالک صاحب نے لکھا کہ مولانا

امر تسر سے لاہور آئے' لاہور سے بٹالہ مرزا کے جنازہ کے ساتھ گئے۔

اب اس خط میں تحریر کرتے ہیں کہ امر تسر سے بٹالہ تک ساتھ گئے۔ جب کہ قارئین (قادیانی مفتی صادق کے آئینہ صداقت) کے دیئے ہوئے سالک کے قلم سے حوالہ کو پڑھ چکے ہیں۔ کہ مولانا صرف اسٹیشن تک ساتھ آئے۔ اب اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ کہ قادیانیوں نے مولانا پر صرف اتنا الزام لگایا ہے کہ اسٹیشن تک ساتھ آئے لیکن سالک نے اسے امر تسر سے لاہور اور لاہور سے بٹالہ تک پھیلا دیا۔ جب کہ بات ہی در حقیقت بے بنیاد ہے۔ مولانا آزادؒ اس کی تحریری وزبانی تردید کر رہے ہیں لیکن سالک صاحب قادیانی موقف کو قبول کرتے ہیں اور مولانا کے موقف کو رد کر دیتے ہیں' یہی وہ سالک کی قادیانیت والی رگ ہے جس پر نشتر رکھنا ضروری تھا۔

(۲) امر تسر وکیل اخبار کے مولانا ایڈیٹر تھے لیکن جو شذرہ شائع ہوا وہ مولانا کا نہیں بلکہ عبدالمجید کپور تھلوی کا تھا۔ مولانا پر اس کی کیسے ذمہ داری عائد ہو گئی؟ مولانا ایڈیٹر ضرور تھے مگر ملازم تھے' اخبار کی پالیسی مالک کی ہوتی ہے ایڈیٹر کی نہیں۔ تو پھر مولانا پر کیسے الزام عائد کیا جا سکتا ہے' سوائے اس کے کہ خوف خدا سے عاری ہو کر قادیانیت کی حمایت پر کمربستہ ہو کر جس مسلم رہنما پر چاہیں الزام لگا دیں۔

(۳) یہ بات کہ مرزائی الزام لگا رہے اور ان باتوں شائع کر رہے تھے تو مولانا نے تردید کیوں نہیں کی۔ قارئین جو مولانا کے مزاج کو جانتے ہیں انہیں معلوم ہو گا کہ مولانا آزاد بڑے سے بڑے آدمی کے اعتراض کا بھی جواب نہ دیتے تھے۔ وہ ان جھگڑوں میں نہ پڑتے تھے کہ تردید و تائید کے چکر میں پڑیں۔ قادیانی بکواس کرتے رہے وہ صرف مولانا آزاد پر نہیں رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس' حضرات صحابہ کرامؓ تابعین' آئمہ کرام' پھر شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی سے خواجہ غلام فریدؒ تک کونسی شخصیت ہے جس پر انہوں نے جھوٹا الزام نہیں لگایا کہ وہ سب اجرائے نبوت کے قائل تھے۔ قرآن مجید' احادیث شریف' تاریخ' کونسی کتاب ہے جس میں انہوں نے اپنی ملحدانہ کمال بد دیانتی سے الزام تراشی نہیں کی' اگر مولانا پر انہوں نے الزام لگا دیا تو یہ کوئی مستعبد نہیں۔ ان کی اس یاوہ گوئی پر مولانا کو واقعی نوٹس نہیں لینا چاہیے تھا۔ کتے بھونک رہے قافلہ چل رہا ہے۔ قافلہ کو سفر جاری رکھنا چاہیے' یہ کارواں اگر لٹھ لے کر کتوں کے پیچھے پڑ جائے پھر تو سفر ہو گیا؟ اس لئے مولانا نے قادیانی الزام کو ہر کاہ سے زیادہ وقعت نہیں دی۔ ہاں جب اپنے ملنے والے محبت کا دم بھرنے والے کی منافقت کا پردہ چاک ہوا اس نے بھی قادیانیوں والی راگنی الاپی وہ بات پھر اپنے ایک

عزیز کے نشریاتی ادارہ چٹان کی شائع شدہ کتاب میں شائع ہوگئی تو مولانا نے اس کی تردید کردی۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے کوئی شخص یہ کہے کہ مولانا آزاد مرزا قادیانی یا اس کے ماننے والوں سے متعلق نرم گوشہ رکھتے تھے تو سمجھا جائے گا کہ یہ قادیانیوں کے منہ سے اگلے ہوئے نوالہ کی جگالی ہے اور بس۔

سالک کے ظاہر وباطن کا فرق

خود سالک نے اپنے نجی خطوط جو اس بحث سے متعلق انیس جیلانی کو تحریر کیے اس میں :

(۱) قادیانیت کی خوب وکالت کی۔

(۲) قادیانیوں کو مسلمان قرار دیا۔

(۳) مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان قرار دیا۔

(۴) اپنے پورے خاندان کے قادیانی ہونے کو تسلیم کیا۔

(۵) مولانا آزاد پر قادیانی متذکرہ الزام کو صحیح قرار دیا۔

پھر سوچا کہ اگر یہ باتیں شائع ہوگئیں تو پھر کیا ہوگا۔ کہ منافق چہرے سے نقاب الٹ جائے گا۔ مجھے قادیانی صف میں ہی پناہ ملے گی تو لکھا کہ :

"اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں بے تکلف اپنے خیالات کا اظہار کرتا رہوں تو اشاعت کا خیال بھی نہ کیجئے ورنہ میری آپ کی تحریر منافقانہ ہوجائے گی اور ہر ہر لفظ احتیاط سے لکھنا پڑے گا۔ (نوازش نامے ص ۱۹)

سالک تو مر گیا اپنے رب کے حضور پیش ہے وہ ذات ہم سے زیادہ تیرے دل کے حال کو جانتی ہے لیکن آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ آپ زندگی بھر منافقت کرتے رہے اور بس۔ (جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے)

شبیر ہاشمی صاحب

آپ خیر سے جمیعۃ علماء پاکستان کے رہنما ہیں "یاران کہن وآئینہ صداقت" میں قادیانیوں نے مولانا آزادؒ پر اتنا الزام لگایا کہ وہ مرزا صاحب کے جنازہ پر اسٹیشن تک گئے۔ آپ نے قادیانیوں سے آگے مولانا کے جنازہ پڑھنے کی کہانی گھڑ لی۔ محترم ہاشمی صاحب اے کاش! مولانا آزاد کی مخالفت میں آپ دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ مولانا مرحوم کی مخالفت میں قادیانیوں کو تو فائدہ نہ پہنچائیں۔

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

تبلیغی سرگرمیاں

مولانا فقیر اللہ اختر کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر نے ضلع گجرات کا تبلیغی و تنظیمی دورہ کیا اور ضلع بھر میں مرزائیوں کی سرگرمیوں کی صورت حال' رد قادیانیت کورس میں شرکت کی ترغیب اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے اقدم کا جائزہ لیا۔ اپنے دورہ کے دوران مولانا فقیر اللہ اختر نے گجرات شہر' کھاریاں' گلیانہ' سہنہ' بھدر' پنجن کسانہ' سعد اللہ پور' پنڈی دھوتڑاں' میں مختلف اجتماعات اور اجلاسوں سے خطاب کیا۔ ان اجتماعات سے چوہدری قمر الزمان' چوہدری محمد ہارون' حفیظ احمد معاویہ' ڈاکٹر محمد قاسم' مولانا قمر الزمان صدیقی' چوہدری احسان اللہ' مولانا قاری نصر اللہ' مولانا محمد یوسف الحسینی' مولانا محمود الحسن' مولانا شہزاد طارق' مولانا قاری محمد یونس' مولانا قاری عطاء اللہ' ڈاکٹر امجد شکور' مولانا سلطان حبیب اور عطاء اللہ نے خطاب کیا۔ مولانا فقیر اللہ اختر نے ان مقامات پر انفرادی ملاقاتوں میں تازہ ترین حالات اور رد مرزائیت کورس پر تبادلہ خیال کیا۔ سہنہ میں مولانا فقیر اللہ اختر جماعتی کارکن عبد الشکور' کے گھر بھی گئے اور ان کی رحلت پر ان کے پسماندگان اور مولانا قاری محمد یونس سے جماعت کی طرف سے اظہار تعزیت کیا۔

ختم نبوت کانفرنس کوٹ ھرا

شہید کے خون کی سرخی سے کائنات سے ظلم وبربریت کے سیاہ بادل چھٹ جاتے ہیں اور علم وعرفان کی کرنوں کو راستہ مل جاتا ہے۔ اس سے دین اسلام کی حقانیت دنیا پر عیاں ہو جاتی ہے۔ تحریک ختم نبوت کا مقصد دین اسلام کی سربلندی ہے اور اسے عجمی اور سامراجی آلائشوں سے پاک رکھنا ہے۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جید عالم دین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شہید کشمیر مجاہد ختم نبوت ٹیپو سلطان شہید کی یاد میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس کوٹ ھرا میں کیا۔ جس کی صدارت حافظ محمد ثاقب نے کی۔ کانفرنس سے مولانا فقیر اللہ اختر' مولانا حافظ گلزار احمد آزاد' ماسٹر ذوالفقار علی نے خطاب کیا' سید حفیظ اللہ شاہ' رانا محمد شوکت' کاشف زمان گوندل' ثاقب اللہ چٹھہ' رانا محمد شبیر' مستری نصر اللہ' سمیع اللہ نمبردار' محمد رمضان قصاب' لیاقت علی سیفی' ماسٹر محمد نواز' ماسٹر محمد عارف محمود' شہباز احمد' نے مجلس منتظمہ اور حاجی محمد اسلم' حاجی شجاع اللہ چٹھہ کی سرپرستی اور چوہدری افتخار احمد کی نگرانی میں کانفرنس ہوئی۔ صوفی اصغر علی نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ علاوہ ازیں علی پور چٹھہ میں بھی دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہوئی جس سے پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا علامہ زاہد الراشدی' حافظ

محمد ثاقب‘ مولانا فقیر اللہ اختر‘ سائیں پیر محمد اسلم‘ اویسی‘ مولانا حافظ محمد سعید نقشبندی‘ مولانا محمد قاسم نعمانی‘ مولانا محمد اسلم کھٹانہ‘ مولانا شفقات احمد‘ حافظ عبدالستار‘ نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے انتظامات محمد خالد چشتی‘ سجاد احمد تونسوی‘ یاسمین عابد اور دیگر کارکنوں نے کئے تھے۔

ختم نبوت کانفرنس حیدر آباد

۲۹ اکتوبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا ڈاکٹر عبدالسلام قریشی‘ مولانا محمد نذر عثمانی‘ محمد اکرم قریشی‘ مولانا عبدالسمیع کھوسو‘ خطیب جامع مسجد خلفائے راشدین‘ حرکۃ الانصار کے مولانا محمد افضل چشتی‘ مولانا ہوش محمد‘ حرکۃ المجاہدین کے مولانا محمد راشد حنفی‘ سپاہ صحابہ کے قاضی محمد اسلام‘ مولانا سیف الاسلام‘ مولانا محمد سعید جدون‘ قاری مشتاق احمد فاروقی‘ جمیعت علماء اسلام کے امیر مولانا تاج محمد‘ مولانا محمد علی صدیقی‘ اور مفتی حنیف حنفی خطیب ستارہ شاہ مسجد‘ نے کانفرنس کے انتظامات مشترکہ طور پر کئے۔ ختم نبوت کانفرنس کی ابتداء جامعہ ریاض العلوم لیاقت کالونی کے قاری عبدالغفار کی تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ شاعر ختم نبوت جناب حافظ محمد طاہر آف ڈگری نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ پہلے مقرر شبان ختم نبوت ٹنڈو آدم کے راہنما مولانا محمد طاہر مکی تھے۔ حیدر آباد کے مقامی علماء کرام مولانا تاج محمد ناہو‘ مولانا سیف الاسلام‘ مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن آرائیں‘ مولانا عبدالمتین قریشی‘ اور دیگر نے ختم نبوت کے مسئلہ پر روشنی ڈالی‘ مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے نوجوان مبلغ مولانا محمد راشد مدنی نے نہایت مدلل انداز میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی اور قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا پردہ چاک کیا۔

عالمی مجلس کے نائب امیر

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ اسٹیج پر تشریف لائے تو حاضرین جلسہ نے کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ خطیب اسلام حضرت مولانا تنویر الحق تھانوی صاحب نے خطاب فرمایا آپ نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانیوں کے کفریہ عقائد و نظریات ناقابل برداشت ہیں یہ دنیا کا بدترین ٹولہ ہے جو کفریہ عقائد کو اسلام کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا کردار تردید مرزائیت کے اہم مشن میں قابل تحسین ہے جو دنیا کے کونے کونے میں قادیانیوں کی گمراہ کن سازشوں کو بے نقاب کر کے مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا قادیانیت دنیا کا بدترین کفر ہے جس کو معاف نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت

مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا اسلام دین فطرت ہے اور رسالت۔ آپ ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام انسانوں کے لئے نبی ورسول بنا کر بھیجے گئے ہیں جو شخص کسی بھی طریقے سے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرتا ہے وہ نہ صرف کافر ہے بلکہ مرتد اور زندیق ہے۔ حکومت قادیانیوں کی کھلی غنڈہ گردی کا نوٹس لے جو نوکوٹ میں مسجد کو اور قرآن پاک کو شہید کیا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی صاحب باوجود علالت کے کانفرنس میں شریک ہوئے آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا مسلمان اپنی تمام ترصلاحیتیں ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے صرف کریں۔ اس لئے کہ مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے اپنے خطاب میں فرمایا قادیانیت کی غنڈہ گردی اور بدمعاشی کسی صورت نہیں چلنے دیں گے یہ کتنا بڑا ظلم ہے اسلامی ملک میں مساجد کو شہید کردیا جائے' قرآن پاک کی توہین کی جائے اور یہ کہ جرم کرنے والوں کو انسانی حقوق والے تحفظ دیں انہوں نے کہا کہ کروڑوں مسلمانوں کے مقدس مقامات اور مذہبی جذبات مجروح کرنے والوں کی سرپرستی کی جاتی ہے۔ مولانا عثمانی نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مسجد کو شہید اور قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والوں کو سرعام پھانسی دی جائے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے صوبائی کنوینر اور بزرگ رہنما حضرت مولانا احمد میاں حمادی صاحب نے قادیانیوں کے عقائد و عزائم پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں جتنے کفریہ عقائد رکھنے والے موجود ہیں قادیانیت ان تمام سے بدترین کفر اور فتنہ ہے تاریخ اسلام اس بات کو واضح کرتی ہے کہ یہود و نصاریٰ' اور دیگر قسم کے کفر اسلامی حکومت میں قابل برداشت تھے لیکن جب بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کو اہل اسلام نے معاف نہیں کیا اور قتل کردیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مدعی نبوت کو زمین پر رہنے کا کوئی حق نہیں۔ آخری خطاب شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا ہوا جو رات گئے تک جاری رہا۔

ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی

چیچہ وطنی (پ ر) نواز شریف پاکستان میں اسلامی نظام اسی طرز پر نافذ کریں جس طرح طالبان افغانستان میں شرعی قوانین نافذ کررہے ہیں تو علماء حق نواز شریف کے سپاہی بن کر نواز شریف کی سربراہی میں ملک و قوم کی خدمت کریں گے۔ لیکن نواز شریف کے شریعت بل سے متعلق بیانات اور مسلم لیگی لیڈروں کی سرگرمیاں سراسر اسلام دشمنی کا حصہ ہیں۔ ان خیالات کا اظہار جمعیت علماء اسلام کے مرکزی

راہنما مولانا محمد لقمان علی پوری نے چیچہ وطنی میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

ختم نبوت کانفرنس کی صدارت آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سربراہ اور خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے کی جبکہ کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما مولانا محمد لقمان علی پوری، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم علی مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، ناظم تبلیغ مولانا اللہ وسایا، سپاہ صحابہ پنجاب کے صدر مولانا محمد احمد لدھیانوی، حرکۃ الجہاد الاسلامی کے کمانڈر مفتی محمد اویس، مولانا عبدالباقی، مولانا محمد شریف ماہی، قاری محمد حنیف شاہد، محمد مشتاق، قاری محمد ریاض، مولانا عبدالباری، قاری محمد سرور، اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔ دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے ۷ سالہ طالب علم محمد عثمان نے حفاظت قرآن کے موضوع پر انگلش میں تقریر کر کے سامعین کو حیران کر دیا۔

ختم نبوت کنونشن بھلوال

یکم نومبر کو شبان ختم نبوت بھلوال کے زیر اہتمام بلدیہ گراؤنڈ میں عظیم الشان ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، خطیب ربوہ مولانا محبوب الحسن طاہر، جامعہ قاسم العلوم ملتان کے مفتی مولانا مسعود الحسن تحسین، مولانا ملک خلیل احمد، بلدیہ بھلوال کے کونسلر خواجہ محمود احمد، انجمن تاجران کے سیکرٹری خواجہ مسعود احمد نے خطاب فرمایا۔ ادھر مہ بھابڑہ اور دیگر کئی شہروں سے وفود نے شرکت کی۔ حاضری، تقاریر اور ڈسپلن کے لحاظ سے یہ کنونشن انتہائی کامیاب ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ڈاکٹر محمود الحسن نے انجام دیئے۔ جماعتی کارکنوں اور شہریوں کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

لاہور ختم نبوت دفتر میں لائبریری کا افتتاح

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کی جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن میں ختم نبوت لائبریری کا افتتاح لاہور مجلس کے امیر الحاج بلند اختر نظامی نے کیا۔ اس تقریب میں مولانا محب النبی، مولانا ظفر اللہ شفیق، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، قاری محمد زبیر، مولانا میاں عبدالرحمٰن، قاری نذیر احمد، حاجی قاسم حسین، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری محمد رمضان اور دوسرے رفقاء نے شرکت فرمائی۔

شاتم رسول کا مسئلہ نامی کتاب کی ضبطی کا خیر مقدم

لاہور (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں الحاج بلند اختر نظامی' مولانا ظفر اللہ شفیق' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا غلام حسین جھنگ' قاری محمد زبیر' محمد متین خالد' مولانا محمد احمد مجاہد' حاجی طارق سعید خان' مولانا میاں عبدالرحمن' حاجی قاسم حسن' مولانا منور حسین صدیقی' نے ایک مشترکہ بیان میں بدنام زمانہ گستاخ رسول سلمان رشدی' تسلیمہ نسرین کے حق میں لکھی جانے والی غلیظ کتاب "مسئلہ شتم رسول" کی ضبطگی کا خیر مقدم کرتے ہوئے پنجاب گورنمنٹ کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ ایک عرصہ سے تحریک ختم نبوت کی طرف سے مطالبہ کیا جارہا تھا کہ اس کتاب کو بحق سرکار ضبط کیا جائے اور اس کے ناشر پبلیشر کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے تاکہ آئندہ کسی مکتبہ کو ایسی کتاب شائع کرنے کی جرات نہ ہو سکے۔

حاجی محمد ابراہیم کی اہلیہ کا سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ کارکن حاجی محمد ابراہیم عرف کالے خان کی اہلیہ اور حاجی عبدالمتین مرحوم' حاجی عبدالمبین اور محمد سلمان کی والدہ قضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔ مرحومہ کو قبرستان کلاں میں سپرد خاک کردیا گیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا خدا بخش' مولانا آزاد' مولانا قاری محمد یوسف عثمانی' حافظ احسان الواحد' چوہدری احمد حسین زید' مولانا فقیر اللہ اختر' حافظ محمد ثاقب' طالب اعوان' حافظ شوکت محمود نے مرحومہ کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کیا اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔

مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کا تبلیغی دورہ

گذشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے علاقہ سلانوالی کا تفصیلی دورہ کیا۔ مولانا نے مدرسہ حسینیہ' مدنی مسجد' غلہ منڈی مسجد' عمر مسجد' بلال مسجد' عثمانیہ مسجد' توحیدیہ مسجد' ہائی سکول نمبر ۲ مسجد میں خطاب کیا۔ مولانا کے ساتھ حضرت مولانا قاری محمد اکرم صاحب مدرسہ حسینیہ سلانوالی والے بھی ساتھ تھے۔ مولانا کا دورہ سلانوالی انتہائی کامیاب رہا۔

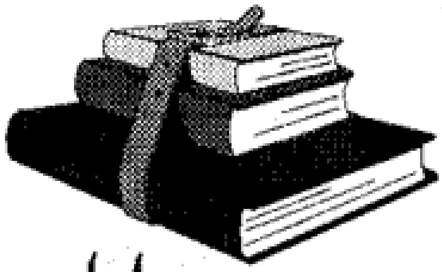

تبصرہ کتب

تبصرہ کیلئے دوکتابوں کا آنا لازمی ہے

ادارہ

نام کتاب : تقریر دل پذیر۔(جدید ایڈیشن)

مصنف : قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔

صفحات : ۴۰۵‘

قیمت : درج نہیں ہے۔

ملنے کا پتہ : ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان۔

دار العلوم دیوبند میں بعض اہل علم حضرات نے مل کر شیخ الہند اکیڈمی قائم کی ہے۔ اکابرؒ کے تمام کتب و رسائل کو یکجا کر کے شائع کرنا ان کے مقاصد میں شامل ہے۔ ان حضرات نے ابتداء میں دو کتابیں حضرت شیخ الہندؒ کی شائع کی ہیں۔ اب حال ہی میں زیر نظر کتاب جو قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تصنیف ہے۔ اسے شائع کیا ہے۔ قارئین واہل علم جانتے ہوں گے کہ حضرت نانوتویؒ ایسے بحر ذخار کی تصنیفات کو سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ حضرت مولانا قاری محمد طیب مرحوم‘ حضرت نانوتویؒ کی ایک کتاب کے متعلق فرماتے ہیں کہ تین دفعہ اسے اساتذہ سے پڑھنے کے بعد کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگی تھی۔ کتاب ہذا کو اب اکیڈمی نے سہل بنانے کی کوشش کی ہے۔ کتاب ہذا کی تحقیق‘ مشکل الفاظ کی تشریح‘ محاورات کی وضاحت کر کے ایک خوبصورت دستاویز کی شکل میں انہوں نے شائع کیا۔

کتاب توحید‘ وجود باری تعالیٰ‘ تقابل ادیان‘ مغربی فلاسفہ کے دلائل کے جوابات کے موضوع پر مشتمل ہے۔ انڈیا کے اس جدید ایڈیشن کو ادارہ تالیفات اشرفیہ نے پاکستان میں شائع کر کے قافلہ نانوتویؒ کے اہل علم شہسواروں کے لئے نایاب علمی تحفہ پیش کیا ہے۔

ماہنامہ ”لولاک“ ملتان کا آئندہ شمارہ

ختم نبوت کانفرنس تقاریر نمبر ہوگا

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے ماہنامہ ”لولاک“ نے اپنی شاندار روایات کو برقرار رکھتے ہوئے گذشتہ شمارہ میں اعلان کیا تھا کہ یہ شمارہ ختم نبوت کانفرنس تقاریر نمبر ہوگا۔ لیکن جب تقاریر کو مرتب کرنا شروع کیا تو یہ کام اتنا آسان نہیں تھا جتنا ہم سمجھتے تھے۔ تمام کیسٹوں کو اکٹھا کرنا' پھر ان کو کاغذ پر منتقل کرنا اور سرخیاں لگانا' کمپیوٹر کرانا' تقریباً 75% کام مکمل ہو جانے پر احساس ہوا کہ اس کے صفحات توڈیڑھ سو سے بھی زیادہ ہو جائیں گے۔ ابھی کام باقی ہے اگر اسے مکمل کرتے تو پرچہ لیٹ ہو جاتا۔ اس لئے مجبوراً فیصلہ کیا کہ اب جنوری 1999ء کا پرچہ ختم نبوت کانفرنس تقاریر نمبر ہوگا۔

معمول سے ضخیم نمبر ہوگا اس کی قیمت تیس روپے ہوگی۔

- ختم نبوت کانفرنس صدیق آباد (ربوہ) میں ہونے والی تمام اہم تقاریر اس نمبر میں شریک اشاعت کی جارہی ہیں۔
- ہم اپنے ایجنسی ہولڈر حضرات سے درخواست کریں گے کہ یہ نمبر ہم محدود تعداد میں شائع کررہے ہیں۔ آپ اپنی اضافی تعداد سے فوراً مطلع کریں تاکہ آپ کے آرڈر کی تعمیل ہو سکے۔ بعد میں تعمیل مشکل ہوگی۔
- خریدار حضرات کو زر سالانہ میں ہی یہ نمبر ملے گا ان کو اضافی قیمت بھیجنی ضروری نہیں۔ جو حضرات جنوری 1999ء سے ماہنامہ لولاک ملتان کی سالانہ خریداری کے لئے یکصد روپیہ بھیج دیں گے ان کو بھی یہ نمبر اسی قیمت میں دیا جائے گا۔ اضافی رقم بھیجنے کی ضرورت نہ ہوگی۔
- لولاک کی سالانہ خریداری اختیار کرنے والوں کے لئے سنہری موقع ہے کہ وہ فوری زر سالانہ یکصد روپیہ بھیج کر سالانہ خریدار بننے کے لئے فوری منی آرڈر بھیج دیں۔

ناظم ماہنامہ لولاک' دفتر مرکزیہ' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

غدار پاکستان

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی اسلام اور پاکستان دشمنی پر مبنی تاریخی و تحقیقی دستاویز

ترتیب و تحقیق محمد متین خالد

پاکستانی تاریخ کے اہم ترین راز
پہلی بار بے نقاب ہوتے ہیں

- پاکستان کے ایٹمی راز اسرائیل تک کیسے پہنچے؟
- بھارتی ایٹمی دھماکوں میں ڈاکٹر عبدالسلام نے کیا اہم کردار ادا کیا؟
- سابق وزیر خارجہ نے اسلامی بم کے خلاف سازش میں شریک ڈاکٹر عبدالسلام کو کس مشکوک حالت میں دیکھا؟
- کون سی پاکستان دشمن شخصیات کے اسلامی بم کے مخالف سائنس دانوں سے خفیہ رابطے تھے؟
- پاکستان دشمن سائنسدانوں کو ہیرو بنا کر پیش کرنے والے دانشوروں کی فہرست میں کون کون سے پردہ نشینوں کے نام شامل ہیں؟
- وہ کون سا لمحہ تھا...... جب ضیاء الحق جیسا نرم گو شخص بھی سخت ترین زبان استعمال کرنے پر مجبور ہو گیا؟
- نوبل پرائز کی آڑ میں یہودی لابی کس طرح سازشیں کرتی ہے؟
- ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی فرضی قبر بنا کر جوتے مارنے والوں میں کون کون سے ملعون پاکستانی شامل ہیں؟
- قادیانی خلیفہ مرزا طاہر نے پاکستانی ایٹمی دھماکوں کا کس طرح تمسخر اڑایا؟

غدار پاکستان ایسے بے شمار خفیہ رازوں سے پردہ ہٹا رہی ہے!

پاکستان کے دشمنوں کو پہچاننا...... ان کے عزائم کو ناکام بنانا
ہر محب وطن پاکستانی کا فرض ہے

یہ کتاب آپ کی رہنمائی کرے گی!

صفحات: 308 قیمت: 200

عالمی مجلس ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان

مکتبہ تعمیر انسانیت، اردو بازار، لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت

سے تعاون کی اپیل

○ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت دُنیا بھر میں قادیانیت کا تعاقب کر رہی ہے۔

○ 〃 〃 〃 〃 قادیانیوں کو دعوت اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے۔

○ 〃 〃 〃 〃 عدالتوں میں قادیانی۔ مسلم مقدمات کی پیروی کر رہی ہے۔

○ 〃 〃 〃 〃 کے مرکزی دار المبلغین کے ذریعہ سینکڑوں علماء کو ہر سال مناظرہ کی تربیت دے رہی ہے۔

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت نے مرکزی دفتر میں دار التصنیف و عظیم الشان لائبریری کا اہتمام کیا ہے۔

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مدارس عربیہ۔ مبلغین۔ دفاتر۔ لٹریچر۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ماہنامہ لولاک ملتان کے ذریعہ تبلیغ و اشاعت، و حفاظت دین کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔

آپ سے اپیل کی جاتی ہے کہ زکوٰۃ۔ صدقات۔ عطیات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کی بھرپور معاونت فرمائیں۔

آپ کا مُخلص

عزیز الرحمن جالندھری

ناظم اعلیٰ

نوٹ: مجلس، زکوٰۃ و صدقات کی رقوم اپنے درجن بھر سے زائد مدارس پر صرف کرتی ہے اس لئے رقم دیتے وقت مد کی ضرور صراحت فرمائیں۔ امداد مقامی مبلغین کو دے کر رسید حاصل کریں یا براہ راست ذیل کے پتہ پر ارسال کریں۔

دفتر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت

حضوری باغ روڈ ملتان

فون نمبر: 514122